﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء﴾(آل عمران:۷۴) ☆ ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد۶ جمعۃ المبارک یکم رجنوری ۱۹۹۹ء شمارہ ۱

۱۲رمضان المبارک ۱۴۱۹ہجری ☆ یکم رصلح ۱۳۷۸ہجری شمسی

ہندوستان کی عظمت جو محمدؐ رسول اللہ کے قدم سے تھی اس عظمت کو اب دوبارہ بحال کرنے کا خدا نے ارادہ کرلیا ہے

(الٰہی نصرت و تائید کے عظیم الشان وعدوں کے ایفاء اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کے حوالہ سے قادیان دارالامان میں منعقدہ ۱۰۷ویں جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب)

(قسط نمبر ۲)

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وہ الہامات جو ۱۸۹۸ء میں آپؑ کو ہوئے۔ اب چونکہ ۱۹۹۸ء ہے پورے ایک سو سال گزر چکے ہیں تو میں نے ان الہامات پر نظر کی کہ اس موقعہ سے تعلق رکھنے والے بھی ضرور کوئی الہام ہونگے۔ کیونکہ میرا سابقہ دستور یہی بتاتا ہے کہ جب میں پرانے اس سال کے الہامات پر نظر کرتا ہوں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچھلی صدی میں ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی قسم کے معاملات اس صدی میں بھی رونما ہوتے دیکھتا ہوں اور معلوم ہوتا ہے وہ الہامات اس صدی پر بھی اسی طرح پورے اتر رہے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان میں سے بعض کا ذکر فرمایا۔

الہامات اس طرح شروع ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِنْ رَّبِّھِمْ......... الخ۔ پھر حضور نے عربی عبارت کو چھوڑتے ہوئے ان کا اردو ترجمہ پیش کیا جو یہ ہے کہ ''جو لوگ

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ''ملاقات'' کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام ''ملاقات'' کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ''ملاقات'' کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس منعقد ہوئی اور براڈ کاسٹ بھی کی گئی۔

حسب معمول باترجمہ تلاوت کلام مجید اور نظم 'اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے' کے بعد ایک بچی نے قادیان کے موضوع پر ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اور بعد میں قادیان کی حالت بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ سولہویں صدی میں میرزا ہادی بیگ یہاں آکر آباد ہوئے اور بطور قاضی کے مقرر ہوئے اور اسی نسبت سے یہ چھوٹا سا قصبہ قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ بہت زاہد، متقی اور اسلام کے شیدائی تھے۔ اس لئے یہ قصبہ اسلام پور قاضی کہلانے لگا۔ اور ہوتے ہوتے قاضی سے قادی اور پھر قادیان بن گیا۔ ۱۸۴۳ء تک اس کے ارد گرد ایک فصیل تھی۔ قادیان پر سکھوں کی حکومت کا دور بھی آیا جس میں مسلمانوں پر ہر قسم کے ظلم و ستم روا رکھے گئے مسجدیں مسمار کر دی گئیں۔ لائبریری اور ۷۰۰ کے قریب ہاتھ سے لکھے گئے قرآن مجید کے نسخے نذر آتش کر دئے گئے۔ بچی نے پرائمری سکول، چھوٹا بازار اور بڑا بازار، ڈاکخانہ وغیرہ کا اختصار سے ذکر کیا۔ مسجد نور جہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ کے طور پر انتخاب ہوا تھا اور اسی مسجد نور میں جلسہ سالانہ کی کارروائیاں بھی ہوتی تھیں ان کا ذکر کیا۔ ان کے علاوہ نظام وصیت، مقبرہ بہشتی اور وسع مکانك کی پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندوستان کے وقت ہجرت کرنا پڑی۔ سب احمدیوں کو قادیان سے از حد پیار ہے۔ یہ ہمیشہ مرکز احمدیت رہے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ مرکز خلافت بنے گا۔

اس کے بعد ایک نظم انگریزی ترجمہ کے ساتھ سنائی گئی۔ قادیان کے ایک سو ساتویں جلسہ سالانہ کے قرب کی وجہ سے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے

ہمیشہ تقوی کی راہیں اختیار کریں تو اللہ آپ کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۸ر دسمبر) : سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۶ کی تلاوت کی جس میں ماہِ رمضان کی عظمت اور روزوں کے رکھنے کی تاکید بیان کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مختلف احکامات دئے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کریمہ کا تشریحی ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ بھی شکر سکھانے کے لئے ہے اور رمضان کا مہینہ بھی اس لئے ہے کہ تا تم اس میں وہ کچھ حاصل کرو کہ اس کے نتیجہ میں تم شکر گزار بنتے چلے جاؤ۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں شکر کا مضمون جاری تھا۔ حضور نے اس کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یاد رکھو کہ اگر تم نے شکر ادا کیا تو میں ضرور تمہارے شکر کو اس طرح بڑھاؤں گا کہ تم پر بے انتہا احسان کروں گا۔ لَاَزِیْدَنَّکُمْ کا مطلب ہے کہ تمہیں بڑھاؤں گا۔ یہ فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ جب شکر کے نتیجہ میں تمہیں بڑھاؤں گا تو اور بھی لامتناہی چیزیں عطا کروں گا۔ اور جب میں بڑھاؤں گا تو کیا اس کا شکر ادا نہیں کروگے۔ جب اس پر شکر کروگے تو اور بڑھاؤں گا اس لحاظ سے یہ گویا ایک کوثر ہے جو ہمیں عطا کی گئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں بعض احادیث نبویہ بھی پیش کیں اور ان کے مطالب کی وضاحت فرمائی۔ حضور انور نے ایک حدیث نبوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ یہ پسند فرماتا ہے کہ جو نعمت اپنے بندوں کو دے وہ اس نعمت کو اپنے بندوں پر سجا ہوا دیکھے۔ لیکن یہ مضمون مختلف پہلو اور مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں نعمت کے اثر کو دیکھنا مختلف مضامین ہم پر کھولتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض ایسے بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں جنہوں نے اسے ظاہر پر بھی محمول کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ پر نعمت کا اثر اس طرح ظاہر ہوتا تھا کہ اللہ جو کرتا تھا بالکل ویسے ہی آپ کرنے لگتے تھے۔ یہ بھی ایک شکر کا طریق ہے۔ اللہ نے آپؐ کو ہر قسم کی نعمت عطا کی تو پھر آپؐ نے اس ساری نعمت کو شکر کے ساتھ ان بندوں کی طرف بہا دیا جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہوا کرتا تھا یا کم ہوا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے بہت اعلیٰ درجہ کی قبائیں جو تحفہ میں آئیں وہ بھی پہنیں اور دوسروں کو تحفۃً آگے بھی عطا کیں۔ یہ سب نعمت کے اظہار کے مختلف طریق ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر بندے کے مزاج کے مطابق وہ اثر ظاہر ہوا کرتا ہے مگر یاد رکھیں کہ یہ اثر اللہ کی نعمت کے تصور کے نتیجہ میں ظاہر ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی اس سلسلہ میں پیش فرمائے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے''۔ حضور نے فرمایا کہ شکر کا تقویٰ اور طہارت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ شکر کی آخری شان تقویٰ سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہوگا۔ اللہ کی مار لوگوں کی مار سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ہم جب کسی بات کا ارادہ کریں تو اس کے متعلق ہمارا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ کیا تم میرے حکم پر تعجب کرتے ہو۔ میں عاشقوں کے ساتھ ہوں۔ میں ہی ہوں رحمت کرنے والا۔ مجد اور بزرگی کا مالک۔ اور ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹے گا۔ اور میرے سامنے پھینکا جائے گا۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان لوگوں پر ذلت طاری ہوگی۔ اللہ (کے عذاب) سے کوئی انہیں بچا نہیں سکے گا۔ پس تم صبر کرو اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہوتے ہیں"۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۳۲۵۔ الناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمٹیڈ ربوہ)

دوسرا الہام جو ۱۸۹۸ء کا حضور نے پیش فرمایا وہ یہ تھا: "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ (الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۷/مارچ و ۶/اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۲)

حضور نے فرمایا کہ یہ الہام آپ کو پہلے بھی ہو چکا تھا مگر ۱۸۹۸ء میں پھر ہوا۔ اور آج اللہ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا کی جماعتیں گواہ ہیں کہ زمین کے کنارے گونج اٹھے ہیں کہ اُس وقت جو امام مہدیؑ کو خدا نے ایسا الہاماً فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ وعدہ لفظاً لفظاً پورا ہو گیا۔ آج احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی زمین کا کنارہ نہیں ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ نہ پہنچ رہی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے متبعین کے لئے دعائیں

پھر حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حسب ذیل دعا پیش کی۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا"۔

حضور نے فرمایا کہ جس وقت یہ دعا مانگی جارہی تھی اس وقت وہ جماعت تیار ہو رہی تھی جو سب چیزیں بھلا کر ایک مٹھی کی طرح اکٹھی ہو چکی تھی اور آپس میں محبت کے رشتے باندھے جارہے تھے۔ پھر یہ کیوں فرمایا کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی"۔ حضور نے فرمایا کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر ان وعدوں پر تھی جب لکھو کھہا لوگوں نے آنا تھا اور اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی براہ راست کوشش سے یہ ممکن نہیں تھا کہ دور دراز کے علاقوں میں نئے ہونے والے احمدی کثرت کے ساتھ آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت شروع کر دیں۔ اس لئے یہ اس دعا کا پھل ہے جس کے متعلق آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ میری یہ دعا کسی وقت پوری ہوگی۔ پھر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہی ہے جو لمبا ہو کر ان سب دلوں کو محبت کے رشتوں میں منسلک فرما دے گا۔

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو"۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)

حضور نے فرمایا کہ آج بھی جو اکا دکا ارتداد کے واقعات ہوتے ہیں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کا یہ بھی ایک نشان دکھایا ہے۔ جتنے بھی مرتد ہوئے وہ بلا استثناء گندے کردار کے لوگ تھے، مالی قربانی میں شروع سے ہی صفر تھے اور محض دنیاوی اونچائی یا برادریوں کی خاطر جماعت سے منسلک ہوئے تھے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل تحریر پیش فرمائی جس میں جماعت کے نیک و بامراد انجام کی یقین دہانی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے"۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

حضور نے فرمایا کہ تمام جماعت کے لئے یہ انذار بھی ہے اور انذار کے بطن میں بے شمار خوشخبریاں بھی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ کے متعلق فرمایا کہ فون پر ملنے والی آخری اطلاع کے مطابق اس اجلاس میں دس ہزار نو مبایعین شرکت کر رہے ہیں۔ اور جلسہ کی حاضری اللہ کے فضل سے سولہ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب میں وہاں گیا تھا تو وہ ایک سال تھا کہ اس سے پہلے قادیان والوں نے تقسیم کے بعد اتنی حاضری نہیں دیکھی تھی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جب خدا مجھے دوبارہ وہاں لے کر جائے گا تو ہزاروں کی نہیں لاکھوں کی باتیں ہونگی۔ حضور نے فرمایا کہ اب جو قادیان والوں نے دیکھا ہے کہ سولہ ہزار سے زیادہ آدمی ہیں تو سارا قادیان خوش ہے۔ سکھ کیا اور ہندو کیا سب ہی خوش ہیں وہ جانتے ہیں اپنے دلوں میں کہ یہ اچھے لوگ ہیں۔

سچی توحید اور عظمتِ رسولِ کریمؐ کے قیام کے لئے دردمندانہ دعا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نشانات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۳)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے دلوں کو مرتعش کرنے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دو ارشادات پیش کئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھیں"۔

حضور نے فرمایا زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحہ اس بات کے لئے تیار رہو کہ جب بھی خدا تمہیں بلائے گا تم خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہو اور چونکہ زندگی کا پتہ کوئی نہیں اس لئے فرمانبردار ہر حال میں رہنا چاہئے۔ تو بہت ہی پاکیزہ کلام ہے جو زندگی کے ہر لحہ پر حاوی ہے۔ پھر فرمایا:

"یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی"۔ ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۵۶)

حضور نے فرمایا کہ ان الفاظ میں ایک خوشخبری بھی ہے کہ یہ ایام پھر نہ ملیں گے۔ ان سے فائدہ اٹھالو اور جو تم ہو جو مجھ سے مل رہے ہو اگر تم نے ان ایام سے فائدہ اٹھایا تو تمہاری کہانیاں ہی ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گی اور باقی سب کہانیاں مٹادی جائیں گی اور یہی ہے جو ہو کر رہے گا اور یہی ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر فرمایا کہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ باپ اور بیٹا اور چند گنتی کے لوگ تھے جو بعد میں ساتھ شامل ہوئے لیکن وہی کہانیاں ہیں جو باقی ہیں اور اس دنیا کی تمام کہانیاں مٹادی گئی ہیں۔ آج ابراہیمؑ کی قوم ہے جس کو ساری دنیا کی بادشاہت نصیب ہوئی ہے۔

ایک اور دعا

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے بعض دعائیہ کلمات پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین"۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۹۔ پرچہ ۲۰/فروری ۱۸۹۸ء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

عالمگیر ایٹمی جنگ

اس کے نتائج اور انجام کے بارہ میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(سید میر مسعود احمد ۔ ربوہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"........ نبیوں کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیاہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (الجن: ۲۸،۲۷) یعنی خدا تعالیٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں ہاں اپنے نبیوں میں سے جس کو وہ پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنے والے واقعات کی اطلاع دیتاہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مُرسَلوں کاہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔

پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا........۔

قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں سب سے بڑھ کر ثبوت رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیااور پیشگوئیوں کاایک عظیم الشان نشان مجھے دیا ۔ تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا ﷺ کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔........ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دئے گئے ہیں ، جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل رسول اللہ ﷺ کے زندہ معجزات ہیں........"۔

(ملفوظات جلد اول مطبوعہ لندن صفحہ ۳۱۲،۳۱۳)

حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں انہیں سمجھنے کے لئے مذکورہ بالا ارشاد میں رہنما اصول بیان ہیں ۔ آپؑ کی ہزارہا ایسی کُھلی کُھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہیں۔ بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو آج اس دور میں پورا ہو کر آپ کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کی عظمت کی گواہی دے رہی ہیں۔ اور بہت سی ایسی غیب کی خبریں ہیں جو آئندہ زمانوں میں مختلف ادوار میں اپنے وقت پر پوری ہو کر ان الٰہی وعدوں کی حقانیت کو ثابت کرتی چلی جائیں گی۔

مکرم و محترم سید میر مسعود احمد صاحب نے ذیل کے مضمون میں عالمگیر ایٹمی تباہیوں اور ان کے نتائج سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کواکٹھا کر کے مرتب کیا ہے۔ ان میں سخت انذاری پیشگوئیاں بھی ہیں اور تبشیری بھی۔ ان میں خدا کی وعیدیں یاد دلا کر نہایت پُردَرد نصائح بھی ہیں اور اپنے متبعین کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایاگیاہے۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین اس مضمون کا گہرے غور اور گداز دل کے ساتھ مطالعہ کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت کو بلاؤں سے محفوظ رکھے، اپنی رضا کی راہوں پر ثباتِ قدم سے آگے بڑھنے کی توفیق بخشے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کے سلسلہ میں ہم اپنی ذمہ داریوں کہ کما حقّہ ادا کرنے والے ہوں اور اس کے فضلوں کے مبشر وعدے ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھیں۔ ——— (مدیر)

زلزلة الساعة یعنی ایٹمی جنگ کے بارہ میں پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ۸/اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہار 'الانذار' میں تحریر فرماتے ہیں:

"آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے:

تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلة الساعة . قوا انفسکم . ان اللہ مع الابرار. دَنیٰ منك الفضلُ۔ جاء الحق و زھق الباطل

ترجمہ مع شرح۔ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ (مجھے علم نہیں........ دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا........ بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے........ جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔

خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے ۔ ان کو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔..... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچالو۔ قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا۔ اور فرماتاہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا۔ یعنی وہ وقت آ گیا کہ تُو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کر لیں۔

پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاوے گا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گزر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مُرسَلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔

دیکھو! آج میں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی۔ کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔

پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اُس کی طرف سے ہیں، میری طرف سے نہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالو گے تو بچ جاؤ گے ۔ کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے۔ اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔

نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے........ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ کون سا اُس کا اِس میں نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ........ اس قدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ۔ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸/اپریل ۱۹۰۵ء"

(اشتہار الانذار مطبوعہ قادیان)۔ (مجموعہ اشتہارات ، جلد سوم ، مطبوعہ لندن ، صفحہ ۵۲۲،۵۲۳)

☆......☆......☆

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(اشعار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مطبوعہ نومبر ۱۹۰۲ء)

☆......☆......☆

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں...... مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونۂ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا........ اگرچہ بظاہر لفظ زلزلہ کا آیا ہے مگر ممکن ہے کہ وہ کوئی اور آفت ہو جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہو۔ مگر نہایت شدید آفت ہو جو پہلے سے بھی زیادہ تباہی ڈالنے والی ہو۔ جس کا سخت اثر مکانات پر بھی پڑے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳۔ ۱۹۰۵ء)۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴ مطبوعہ لندن)

☆......☆......☆

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم........ امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ؟ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا .... اے یوروپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے"۔

(حقیقة الوحی صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۶۹)

نظم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام منقول از نوٹ بک حضور اقدسؑ بحوالہ درّ ثمین

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن
یہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھِلایا ہے نہار
اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار

فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے
جس سے قیمہ بن کے پھر قیمہ کا دیکھیں گے بگھار
خوب کھل جائے گا لوگوں پر کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہر دوار
وحیٔ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اَور ہی قِسموں کی مار
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اِس کو کچھ نسبت نہیں
اُس بلا سے۔ وہ تو ہے اِک حشر کا نقش و نگار
وقت ہے توبہ کرو جلدی۔ مگر کچھ رحم ہو
ست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پیکر گو کنار
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اُس وقت سے
جس سے پڑ جائے گی اکدم میں پہاڑوں میں بُغار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدہ ہو جائیں گے عشرت کدہ
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اِک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں اُن کا شمار
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اُس سے ڈر نہیں
ان کو جو جھکتے ہیں اس دَر گہ پہ ہو کر خاکسار
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اسی کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمُرزگار
کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہونگے ایامِ بہار
"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار
یاد کر فرقاں سے لفظ زُلْزِلَتْ زِلْزَالَهَا
ایک دن ہوگا وہی جو غیب سے پایا قرار
سخت ماتم کے وہ دن ہونگے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہونگے نیکوں کے لئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذُوالعجائب سے پیار
انبیاء سے بُغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دُور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار
کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندھے ہوئے
بے خدا ہرگز نہیں بدقسمتو! کوئی سہار
یہ نشانِ آخری ہے کام کر جائے مگر
ورنہ اب باقی نہیں ہے تم میں امید سُدھار
آسماں پر ان دنوں قہرِ خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار
اس نشاں کے بعد ایماں قابلِ عزت نہیں
ایسا جامہ ہے کہ نو پوشوں کا جیسے ہو اُتار
اس میں کیا خوبی کہ پڑ کر آگ میں پھر صاف ہوں
خوش نصیبی ہو اگر اب سے کرو دل کی سنوار
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لُہار
اس گھڑی شیطاں بھی ہوگا سجدہ کرنے کو کھڑا
دل میں یہ رکھ کر کہ حکم سجدہ ہو پھر ایک بار
بے خدا اس وقت دنیا میں کوئی مامن نہیں
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار
گر کرو توبہ تو اَب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہرِ ذُوالمِنَنْ کے خواستگار
وہ خدا حلم و تفضّل میں نہیں رکھتا نظیر
کیوں پھرے جاتے ہو اس کے حکم سے دیوانہ وار
میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں اِن خشک دل لوگوں کو خوفِ کردگار
یا الٰہی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا
گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذّب ہو ویں خوار
اک کرشمہ سے دکھا اپنی وہ عظمت اے قدیر
جس سے دیکھے تیرے چہرہ کو ہر اک غفلت شِعار
تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اب کچھ دکھا
پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشتِ خار
زور سے جھٹکے اگر کھاوے زمیں کچھ غم نہیں
پر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو ملت رستگار
دین و تقویٰ گم ہوا جاتا ہے یارب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں۔ کیا کریں۔ کیا اِختیار
میرے آنسو اس غمِ دلسوز سے رُکتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے اور دنیا کے ہیں عالی مَنار
دیں تو اِک ناچیز ہے اور دنیا ہے جو کچھ چیز ہے
آنکھ میں انکی جو رکھتے ہیں زر و عزّو وقار
جس طرف دیکھیں وہیں ایک دَہریت کا جوش ہے
دیں سے ٹھٹھا اور نمازوں روزوں سے رکھتے ہیں عار
مال و دولت سے یہ زہریلی بلا پیدا ہوئی
موجب نخوت ہوئی رفعت کہ تھی اک زہرِ مار
ہے بلندی شانِ ایزد گر بشر ہووے بُلند
فخر کی کچھ جا نہیں وہ ہے مَتاعِ مُستعار
ایسے مغروروں کی کثرت نے کیا دِیں کو تباہ
ہے یہی غم میرے دل میں جس سے ہوں میں دلفگار
اے مرے پیارے مجھے اس سَیلِ غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار
(درمکنون حصہ دوم صفحہ ۲ تا ۲۱۔ شائع کردہ احمدیہ بک ایجنسی قادیان ۴ر اپریل ۱۹۱۷ء۔ درثمین)

☆......☆......☆

"ظاہر الفاظ .... اس وحی کے جو مجھ پر ہوئی زلزلہ کی ہی خبر دیتے ہیں لیکن سنت اللہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ تاویلی احتمال بھی پیش نظر رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک قوم کے لئے ایک جگہ فرماتا ہے۔"و زلزلوا زلزالاً شدیداً" یعنی ان پر سخت زلزلہ آیا حالانکہ ان پر کوئی زلزلہ نہیں آیا تھا۔ پس دوسری آفت کا نام اس جگہ زلزلہ رکھا گیا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۴ مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۵)

☆......☆......☆

"خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی .... یہی گھڑی کسی دن یوروپ کے لئے درپیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر حصۂ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا دیکھ لے گا"۔

(حقیقة الوحی صفحہ ۱۹۳ حاشیہ۔ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۰ حاشیہ)

☆......☆......☆

"یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہوگا ورنہ کوئی اور جانکاہ اور جانگداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے"۔

(در مکنون حصہ دوم۔ تاریخ اشاعت اپریل ۱۹۱۷ء)

☆......☆......☆

"وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی۔ پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے گا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے"

(حقیقة الوحی صفحہ ۹۳ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد ۲۲ صفحہ ۹۶)

☆......☆......☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ:

"بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یومَ تأتی السَّمآء بدُخَانٍ مُبِیْنٍ وَ تَرَی الأرضَ یَومَئِذٍ خَامِدَةً مُصْفَرَّةً ۔ أُکرِمُكَ بَعْدَ تَوهِيْنِك .یُرِیدُونَ اَنْ لایَتِمَّ اَمْرُكَ اِنّی اَنَا الرَّحْمٰنُ ۔ سَاَجْعَلُ لَكَ سُهُولَةً فی کُلِّ اَمْرٍ ۔ أُرِیْكَ بَرکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ"۔

ان الہامات کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اس دن آسمان سے کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی۔ یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے۔ میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں گے تجھے عزت دوں گا اور تیرا اکرام کروں گا۔ وہ ارادہ کریں گے جو تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا کہ جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے کام پورے نہ کرے میں رحمٰن ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے سہولت دونگا اور ہر ایک امر میں تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔

(حقیقة الوحی صفحہ ۹۴، ۹۵ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸)

☆......☆......☆

"اس زلزلہ کی جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اس سے قحط پڑے گا اور زمین خشک رہ جائے گی نہ معلوم کہ معاً اسکے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا......"۔ (حقیقة الوحی صفحہ ۹۴ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ حاشیہ)

☆......☆......☆

"اے سننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن، جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶)

☆......☆......☆

"میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے .... خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے۔ تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

یہ پچیس برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پورا ہوگا جس کے کان سننے کے ہیں سنے"۔

(حقیقة الوحی صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰)

☆......☆......☆

"یاد رہے کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی .... یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ جو لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے دم سے لوگ مریں گے اور جہاں تک مسیح کی نظر جائے گی اس کا قاتلانہ دم اثر کرے گا .... معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ اس کے نفخات طیبات یعنی کلمات اس کے جہاں تک زمین میں شائع ہونگے تو چونکہ لوگ ان کا انکار کریں گے اور تکذیب سے

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہروہ شخص جواللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے نمونے کی پیروی کرے

یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں ان کو باہر نکالتا ہے اور سب کچھ بنا دیتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳؍ نومبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۳؍ نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَاذْكُرِاسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾۔(سورة المزمّل :۹)

یہ آیت جس کی میں نے آج تلاوت کی ہے جیسا کہ اس کے مضمون سے صاف ظاہر ہے یہ اللہ کی یاد میں دنیا سے اپنے کو جدا کرنے کی تلقین ہے۔تبتّل کا مطلب یہ ہے کہ ایسے جدا ہو جائے کہ گویا دنیا سے کٹ گیا ہے اور خالصتاً اللہ ہی کے لئے ہو گیا ہے۔یہاں تبتّل کا یہ معنی نہیں کہ دنیا سے ہر قسم کے تعلقات کاٹ لے ۔مگر ایسے تعلقات رکھے کہ تعلقات کے رہتے ہوئے بھی بظاہر یعنی تعلقات ظاہری طور پر رہیں لیکن دل ہمیشہ مائل بخُدا رہے۔یہ معنی ہے تبتّل کا جو دراصل نبوت کے آغاز سے پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اس مضمون کو میں بعض احادیث نبویہ کی روشنی میں آغاز ہی میں کھولوں گا۔

یہ خیال کہ نبی، نبی بننے کے بعد تبتّل کرتا ہے یہ درست نہیں۔تبتّل کے نتیجے میں نبی بنتا ہے۔یہ ایک نمایاں فرق ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے۔اور ہر بڑا درجہ خواہ نبوت کا نہ بھی ہو صالحیت کا ہی ہو وہ تبتّل ہی کی ایک سیڑھی ہے اور تبتّل ہی کے ذریعے سے یہ سارے درجے عطا ہوتے ہیں۔پس اس مضمون سے متعلق میں کچھ احادیث ، کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات آج آپ کے سامنے رکھوں گا۔ الحکم جلد ۵۔ ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۳ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :"خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے۔ تو تبتّل اور توکّل توام ہیں۔تبتّل کا راز ہے توکّل اور توکّل کی شرط ہے تبتّل اور یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے"۔

توام جڑواں کو کہتے ہیں جیسے جڑواں بھائی جو ایک دوسرے کے ہم شکل ہوں یا جڑواں بچے جو کلیۃً ایک دوسرے سے مشابہ ہوں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک تبتّل اور توکّل ہیں ۔جتنا تبتّل دنیا سے کرو گے اتنا ہی لازماً توکّل اللہ پر ہونا چاہئے۔اور جتنا توکّل اللہ پر ہو اتنا ہی تبتّل کرو گے تو گویا ایک ہی مضمون کے دو نام ہیں تبتّل اور توکّل۔

اس سلسلے میں پہلی حدیث جو میں نے چنی ہے یہ ترمذی کتاب المناقب سے لی گئی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں۔اَوَّلُ مَا ابْتُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النبوَّةِ حِيْنَ اَرَادَ اللّٰهُ كَرَامَتَهٗ وَرَحْمَةَ العِبَادِ بِهٖ اَنْ لاَ يَرَىٰ شَيْئاً اِلاَّ جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَمَكَثَ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَمْكُثَ وَ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَخْلُوَ۔اس کا ترجمہ میرے سامنے رکھا گیا ہے وہ چونکہ درست نہیں تھا اس لئے میں نے وہ ترجمہ نہیں پڑھا۔اس ترجمے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا نبوت کے حصول کے بعد خلوت نشینی شروع ہوتی ہے ، بالکل برعکس مضمون ہے۔خلوت نشینی کے نتیجے میں نبوت ملتی ہے۔اور پھر یہ خلوت نشینی ٹوٹتی کیوں ہے ؟اس لئے کہ حکماً وہ شخص مجبور کر دیا جاتا ہے کہ اب تمہیں باہر نکلنا پڑے گا۔پس اس کا ترجمہ یوں بنتا ہے اوّل ما ابتدئ به رسول الله ﷺ من النبوّةِ نبوت کا آغاز جس چیز سے ہوا ہے یہ مراد نہیں ہے کہ نبوت کے بعد شروع ہوا ہے۔ آغاز ہی میں ، بچپن ہی میں جس بناء پر نبوت عطا ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کی طرف تبتّل فرما رہے تھے اور اس تبتّل کے بغیر آپ کو نبوت عطا نہیں ہونی تھی کیونکہ تبتّل نبوت کی پہلی شرط ہے اس کے بعد نبوت عطا ہوا کرتی ہے۔

حِيْنَ اَرَادَ اللّٰهُ كَرَامَتَهٗ وَرَحْمَةَ العِبَادِ بِهٖ کہتے ہیں اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ شروع میں رسول اللہ ﷺ جب تبتّل فرما رہے تھے تو کوئی رؤیا بھی ایسی نہیں ہوتی تھی جو صبح روز روشن کی طرح پوری نہ ہو جاتی ہو۔ تو رؤیا کا آغاز یہ بھی نبوت کی پہلی سیڑھی تھی۔ بعد میں جو الہامات اور مکاشفات کا واضح سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے پہلے ایک مزہ چکھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے رؤیائے صالحہ کا سلسلہ جاری فرمایا اور حضرت عائشہؓ خود تو اس وقت نہیں تھیں مگر لازماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے یا دیگر صحابہ سے سنا ہوگا کہ حالت یہ تھی کہ رات کو جو دیکھتے تھے صبح جس طرح صبح طلوع ہوتی ہے اسی طرح وہ رؤیا طلوع ہو جایا کرتی تھی۔بعینہ وہی باتیں صبح ظاہر ہوتی تھیں گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل مزید یقین پہ قائم ہو جاتا تھا کہ جس راستے پر میں چلا ہوں وہی درست رستہ ہے اور اللہ اسی رستے پر ملے گا۔

فَمَكَثَ ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَمْكُثَ اس حالت پر جتنا اللہ نے چاہا آپ کو ٹھہرائے رکھا۔وَ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلْوَةُ اور یہ وہ دور ہے جب آپ کو خلوت بہت پیاری تھی اور خلوت پیاری کر دی گئی آپ کے لئے۔ فَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَخْلُوَ۔کوئی چیز بھی آپ کو اس سے زیادہ پیاری نہیں تھی کہ آپ علیحدہ رہیں اور دنیا سے قطع تعلق کر لیں۔غار حرا میں جا کر رہنے کا جو سلسلہ ہے وہ اسی خلوت کی علامت ہے۔پس غار حرا میں جانے سے پہلے نبوت عطا نہیں ہوئی بلکہ نبوت کی ابتدائی سیڑھیاں تھیں جو چڑھنے کے بعد پھر بعد میں غار حرا آتی ہے اور غار حرا میں جانے کے بعد کچھ عرصہ تک ، جب تک اللہ نے چاہا آپؐ کو علیحدہ رکھا پھر حکماً آپ کو باہر نکالا ہے۔

یہ مضمون تمام سالکوں کے لئے برابر ہے ۔**ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس نمونے کی پیروی کرے اور اس کو مدنظر رکھ کے پھر اپنا جائزہ لے کہ کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا ہے یا بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔**

ایک دوسری حدیث جو مسلم کتاب الزهد و الرقاق سے لی گئی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا **اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو ، بے نیاز ہو، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔** آنحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو نبوت کے بعد گوشہ نشینی ترک کر دی تھی اس لئے یہ مراد نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ختم ہو گئی۔گوشہ نشینی ترک کی تھی محبت کی خاطر اور حکماً، پھر مجبور کر دئے گئے ہیں کہ گوشہ نشینی ترک کرو اُس وقت آنحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے گوشہ نشینی ترک کی۔لیکن اس میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی سیڑھیاں سی ہیں جو درجہ بدرجہ معاملے کو آگے بڑھا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے جو پرہیزگار ہو یعنی بدیوں سے رکنے والا ، طبعاً عادتاً نیک مزاج ہو اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہو ، بے نیاز ہو۔اس لئے اجتناب نہیں کرتا کہ لوگ دیکھیں اور اس کی تعریف کریں، اس سے اجتناب ذاتی ہے اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ کس کس چیز سے اجتناب کر رہا ہے۔اس کے اجتناب کی حالت ہی مخفی رہتی ہے اور وہ اس بات سے بے نیاز ہوتا ہے ، کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ دنیا کو پتہ لگ رہا ہے کہ نہیں کہ میں کس چیز سے بچ رہا ہوں ، خدا کی خاطر کیا کیا تکلیف اٹھا رہا ہوں۔جب بے نیاز ہوتا ہے تو پھر گمنامی اور گوشہ نشینی اختیار کرنا اس کا طبعی نتیجہ ہے۔گوشہ نشینی اس کو دوہرا فائدہ دیتی ہے۔ ایک تو اس کی بے نیازی کی یہ شان ہے کہ وہ گوشہ نشین ہو جاتا ہے اور اس کو کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کو اس کا کچھ پتہ بھی ہے کہ نہیں۔دوسرے گوشہ نشینی کے نتیجے میں جس بنا پر وہ دنیا سے الگ ہوا یعنی اللہ کی محبت، اس کو اس کا حق ادا کرنے کا زیادہ موقع مل جاتا ہے۔

اس کے بعد اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات جو اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی مضمون کو آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۱۷ طبع جدید میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اقوال درج ہیں جو ملفوظات کہلاتے ہیں یعنی آپ نے زبانی مجالس میں یہ باتیں کی تھیں جنہیں بعد میں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ ضروری نہیں کہ بعد میں شائع کیا گیا ہو بہت سے ملفوظات ایسے ہیں جو ساتھ ساتھ الحکم وغیرہ میں مختلف جماعتی رسالوں میں شائع ہو رہے تھے اور اس وجہ سے ان پر یہ سند ہو گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کہا تھا وہی بات لکھی گئی ہے۔ جو لکھی گئی ہے وہی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد بھی بہت سے ملفوظات شائع ہوئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں شائع نہیں ہوئے تھے مگر ان کو مختلف راویوں کی سچائی تقویت دیتی ہے اور مختلف راویوں کا آپس میں ان امور پر اتفاق کرنا بتاتا ہے کہ وہ اگرچہ الگ الگ ہیں، مختلف جگہوں کے رہنے والے ہیں مگر ملفوظات کے وقت چونکہ وہ بھی حاضر تھے انہوں نے وہی بات بیان کی ہے جو دوسرے راویوں نے بیان کی ہے۔ اب ملفوظات کا جو حصہ میں آپ کے سامنے پڑھنے لگا ہوں وہ یہ ہے۔

"اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے"۔ اب یہ بات تو آپ کو بڑی عجیب سی لگے گی۔ اگر ظاہری نظر سے دیکھیں کہ اللہ سے محبت کے نتیجے میں دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے اور کراہت ہو جاتی ہے۔ اللہ سے محبت ہی کے نتیجے میں دنیا سے سچی رحمت اور شفقت اور محبت کا سلوک انسان کو عطا ہوتا ہے۔ تو یہاں دنیادار اور مادہ پرستوں کا ذکر ہے۔ وہ جو خدا کو چھوڑ کر مٹی چاٹنے والے لوگ ہیں ان سے کراہت پیدا ہوتی ہے اور وہ کراہت بھی ایک نفرت کا رنگ رکھنے کے باوجود ان لوگوں کو مجبور کر دیا کرتی ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہر قربانی کریں۔ تو اصلاح کے لئے کوشش کرنا اس نفرت کے نتیجے میں مدھم نہیں پڑتا بلکہ جتنی زیادہ کراہت ہوتی ہے اتنی زیادہ انسان جدوجہد کرتا ہے کہ ان کو اس گندگی سے پاک وصاف کر دے اور اس گند چاٹنے سے ان کو روک دے۔

یہ وضاحتیں ضروری ہیں ورنہ عام طور پر جو ہمارے اردو دان بھی ہیں وہ بھی سرسری نظر سے پڑھیں تو ان کو ان باریک باتوں کی غالباً سمجھ نہیں آئے گی لیکن جو زیادہ عالم نہیں ہیں سادہ مزاج احمدی ہیں ان کے لئے تو یہ وضاحتیں ضروری ہیں بہر حال۔ "بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بھی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے اور ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت آہی جاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہلِ دنیا بزدل ہوتے ہیں ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی"۔

اب یہ مضمون اسی تبتّل سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکالا ہے اور عام طور پر اس تبتّل کے تعلق میں آپ کو یہ مضمون کہیں اور سنائی نہیں دے گا، کہیں اور آپ اس کو نہیں پڑھیں گے۔ صرف یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے ایسا شاندار طبعی نتیجہ نکالا ہے تبتّل کا۔ غار حرا میں اب بھی جو جانے والے جاتے ہیں اور جھانک کے دیکھتے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے اوّل تو اس کا چڑھنا مصیبت اور پھر اکیلے سفر کرنا اور غار میں جا کے بیٹھے رہنا آج کل بھی جو کمزور دل والے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کئی کئی دن وہاں جا کر ٹھہر جانا یہ آپ کی شجاعت کی علامت ہے۔ آپ بہت بہادر تھے۔

پس وہ لوگ جو اندھیروں سے ڈرتے ہیں اور جنوں بھوتوں کا خوف کھاتے ہیں ان کے لئے یہ اسوہ رسول ایک بہت بڑی علامت ہے اس بات کی کہ خدا والے خوفزدہ نہیں ہوا کرتے۔ جب غیر اللہ کا تصور ہی اٹھ گیا ہو تو نقصان کس نے پہنچانا ہے۔ یہ مضمون ہے جو شجاعت اور توکّل کے ساتھ جڑواں بھائیوں کی طرح ہے۔ دیکھیں **جتنا خدا پر اعتماد بڑھے گا جتنا یقین ہوگا اتنا ہی زیادہ غیر اللہ کا خوف اٹھتا جائے گا اور اگر نہیں اٹھے گا تو مومن کا کام ہے کہ ضرور اس کو توڑے اور اس کو ردّ کرے۔**

یہ میں نے اپنا تجربہ بھی ایک دفعہ بیان کیا تھا، شاید بھول گئے ہوں کچھ لوگ، کسی ضمن میں میں نے بیان کیا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابا جان اور سارے پہاڑ پر گئے ہوئے تھے اور میں اپنے گھر کے صحن میں اکیلا سویا کرتا تھا اور بعض دفعہ سوتے ہوئے ڈر لگتا تھا کیونکہ کہانیاں بھی عجیب و غریب مشہور تھیں کہ ایک جنّ آیا کرتا ہے کوئی نالے پر اندے بیلنے والی عورت ہے جو چھت پر سے چھلانگ لگا کے آیا کرتی ہے۔ اس قسم کی کہانیاں پرانے زمانے سے چلی آرہی تھیں اس گھر کے متعلق۔ تو ایک دفعہ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو شرک ہے۔ اگر کوئی بلا، کوئی جنّ نقصان پہنچا سکتا ہے اللہ کے اذن کے بغیر تو یہ بھی تو ایک شرک کی قسم ہے۔ تو میں کیوں ڈِر رہا ہوں، مجھے کیوں نیند نہیں آرہی اسلئے میں نے مقابلہ کرنا ہے اب اس کا۔ اور اپنے آپ پہ سختی کر کے بھی مقابلہ کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مجھے بہادری عطا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد پھر میں نے خوب نظر دوڑائی کہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ ڈرنے والی جگہ ہے۔ ہمارے ہاں ایک چھوٹا سا کمرہ ہوا کرتا تھا اس کمرے کے متعلق بڑی روایتیں تھیں کہ بڑی بلائیں وہاں ہوتی ہیں اور خاص طور پر وہ چمنی کی جگہ جہاں ہوتی تھی جہاں وہ آگ جلائی جاتی ہے اس کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ تو میں رات کو اٹھا اور دروازہ کھول کے اس کمرے کی چمنی میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اب جو بلاء آنی ہے آجائے اور میں اللہ پر توکّل کرتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ کوئی بلاء مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک اللہ نہ چاہے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اتنا سکون ملا ہے آرام سے چلا گیا بستر پر پڑتے ہی نیند آگئی، کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہی۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کو پڑھتے ہوئے مجھے یہ اپنا ذاتی واقعہ یاد آگیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شناسا تھے ان باتوں کے۔ باوجود اس کے کہ خود آپ پر ایسا کوئی وقت نہیں گزرا لیکن صاحبِ عرفان تھے، انسانی نفسیات کو سمجھتے تھے۔ تو ہم نے جو چیزیں تلخ تجربوں سے سیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک عرفان کی صورت میں روشن تھیں اور یہی وہ مضمون ہے جو آپ غار حرا کے تعلق میں بیان فرما رہے ہیں۔ بے انتہا بہادر تھے اور اللہ پر کامل ایمان اور اللہ پر توکل کرنا اور اس کے نتیجے میں تبتّل جو شروع کی عبارت میں نے پڑھی تھی دیکھیں کس طرح مضمون آپس میں جڑواں ہیں۔ تبتّل اس لئے کیا تھا کہ اللہ پر توکّل تھا اور اللہ سے محبت تھی اور اس کی خاطر تنہائی سے بالکل بے خوفی ہو گئی تھی، کوئی ذرا سا بھی ڈر باقی نہیں رہا۔

"جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت آہی جاتی ہے"۔ یہ تو لازمہ ہے اس کا۔ "اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا"۔ اب یاد رکھو آپ میں سے کون کون بزدل ہے وہ اپنے نفس پہ غور کر کے دیکھ لے۔ مومن صرف جِنّات سے ہی بے خوف نہیں ہوتا بلکہ ہر دنیا کی بلاء سے بے خوف ہو جاتا ہے اور بے خوفی کا نسخہ یہ ہے۔ آپ کو طرح طرح کے خوف گھیر لیتے ہیں لوگ مجھے لکھتے رہتے ہیں خطوں میں کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں یہ نہ ہو جائے، وہ نہ ہو جائے۔ ان کو میں لکھتا ہوں کہ وہ **دعا کیا کرو کہ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ اے اللہ ہماری اندرونی کمزوریوں پہ پردہ ڈال دے، جو ہمارے چھپانے کی جگہیں ہیں جن کو ہم چھپانا چاہتے ہیں ان پر اپنا ستاری کا پردہ رکھ لے وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا اور ہمارے خوفوں کو امن میں تبدیل فرما دے۔** یہ ایک بہت اچھی دعا ہے جس کو میں نے بارہا آزما کے دیکھا ہے۔

جب بھی اس قسم کے خطرات در پیش ہوں تو دراصل یہ خطرے دو ہی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ کچھ کمزور انسان اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمیشہ خطرہ رہتا ہے کہ یہ پردہ پھٹ نہ جائے اگر پردہ پھٹ گیا تو دنیا دیکھے گی۔ تو ایک بڑا خوف اس بات کا رہتا ہے اور اکثر لوگوں کو اس قسم کا خوف لاحق ہوتا ہی ہے کیونکہ انسان کمزوریوں کا پُتلا ہے اور دوسرا خوف وہ اَن دیکھے خطرات ہیں جو باہر سے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں کبھی حکومت کی طرف سے، کبھی پولیس کی طرف سے، کبھی بدمعاشوں کی طرف سے، کبھی ڈاکوؤں کی طرف سے، ہر قسم کے خطرات اس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض ملکوں میں یہ روزمرّہ کی زندگی کا دستور بن گیا ہے۔ اب پاکستان سے اکثر جو خط آتے ہیں وہ انہی خطرات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے بچنے کے لئے دعا کے لئے خط آتے ہیں۔ ان کو میں جواباً یہی لکھتا ہوں کہ اس دعا پر غور بھی کرو اور یہ دعا مانگا کرو تو پھر خطرات سے تم بے خوف ہو جاؤ گے۔

اور یہ بے خوفی دو طرح سے نصیب ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اللہ واقعۃً ان خطرات کو ٹال دیتا ہے۔ آپ کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کس کس موقع پر اللہ کی کس تقدیر نے کیسے کام کیا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک خط آیا اور وہ عجیب سا خط تھا۔ وہ لکھنے والا کہتا ہے اس کے اپنے عزیز دوست کا واقعہ ہے کہ اسے ڈاکو پکڑ کر لے گئے اور بہت سختی اس پر کی اور دھکیلتے ہوئے بندوق کی نوک پر اس کو لے گئے تا کہ اس کو وہاں لوٹ کر وہ قتل بھی کر سکتے تھے، جو بھی کرنا تھا انہوں نے کرنا تھا۔ کہتے ہیں جب وہ لے گئے تو مجھ سے انہوں نے ایک سوال کیا اور وہ سوال یہ تھا کہ تم کون ہو، کس مذہب سے تمہارا تعلق ہے؟۔ اس شخص کو یہ توکّل نصیب تھا اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ احمدی کہلانے پر اسے کیا ہوتا ہے۔ اس نے بڑی جرأت سے کہا کہ میں احمدی ہوں اللہ کے فضل سے اور جو تم نے کرنا ہے کرو احمدیت سے میں پھر نہیں سکتا نہ احمدیت کو چھپا سکتا ہوں۔ کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی انہوں نے کہا کہ اچھا تم احمدی ہو تو لو اپنا سامان پکڑو اور چلے جاؤ۔ یعنی چلے جاؤ ان معنوں میں کہ اس کو دوبارہ آنکھوں پر پٹی باندھی تا کہ پتہ نہ چلے کہ کہاں آیا تھا اور کہاں سے لے جایا جا رہا ہے اور اسے اسی جگہ واپس چھوڑ گئے جہاں سے انہوں نے اس کو اٹھایا تھا۔ اب اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ توکّل کا یہ بھی نتیجہ ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف توکّل والے کو اگر نقصان پہنچ بھی جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے مجھے دیا تھا اور اسی نے واپس لے لیا، اس نے امتحان لیا تو میں اس امتحان میں کیوں ناکام ہوں اور پھر اللہ اس کو بہت دیتا ہے۔ تو یہ دو طرح سے توکّل ہیں جو اللہ پر یقین کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور تبتّل کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

اب ایک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۶۴ طبع جدید سے لیا گیا ہے۔ عنوان اس کا یہ ہے انبیاء اور رسل کی خلوت پسندی۔ فرماتے ہیں "یہ مت سمجھو کہ انبیاء ورسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ہر گز نہیں"۔ مبعوث ہونے کے لئے درخواست کیسے کر سکتے ہیں وہ تو بھاگتے ہیں دنیا سے اور پتہ ہوتا ہے کہ جہاں مبعوث ہوئے وہاں بے شمار کام اور ذمہ داریاں پڑ جائیں گی۔ ان کو کیسے نبھائیں گے، ان کو نبھانے کی خاطر لوگوں سے ملنا ہے، ہر وقت کی آمد و رفت

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to: **The Manager**

175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

یہ ساری چیزیں اس بعثت کا طبعی نتیجہ ہیں۔

فرماتے ہیں "ہر گز نہیں۔ وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر اللہ تعالیٰ زور سے ان کو حجروں سے باہر نکالتا ہے"۔ اب دیکھیں کیسا جبر کرتا ہے اللہ ان کے اوپر کیونکہ اللہ کو ایسے ہی آدمی چاہئیں۔ جس قسم کا ملازم انسان نے رکھنا ہو اگر وہ صفات مل جائیں تو انسان اس کے انکار کے باوجود بھی کوشش یہی کرے گا کہ میں اسے رکھ لوں۔ ایسی بہت سی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں کہ لوگوں نے ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا اور حاکم وقت نے زبردستی وہ ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ تو فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ زور سے ان کو حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی کہ آنحضرت ﷺ تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے"۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ اور صدق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غیر معمولی محبت کے باوجود باقی نبیوں کا جو حق تھا وہ بھی ادا کرنے سے پیچھے نہیں رہے۔ یہ ہر نبوت کا خاصہ ہے مگر ان کے درجے ہیں، الگ الگ مقامات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خلوت نشینی کا درجہ سارے نبیوں سے بڑھ کر تھا اور جو عناصر ذمہ دار تھے خلوت نشینی کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صورت میں بہت زیادہ شدید تھے۔ پس گو تمام نبیوں میں یہ قدر مشترک ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں سب سے زیادہ پائی جاتی تھی۔

"ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے یہی وجہ تھی جو غار حرا میں چھپ کر رہتے اور عبادت کرتے رہتے۔ ان کو کبھی وہم بھی نہ آتا تھا کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں ﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا﴾ (الاعراف: ۱۵۹)"۔ وہ یہ وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ غار حرا سے نکلیں اور سارے بنی نوع انسان کو مخاطب ہو کر کہیں، اے انسانو! اے وہ تمام انسانو! اے تمام بنی نوع انسان اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں تم سب کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ کوئی ایک انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

"آپ کا منشاء یہی تھا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا اور یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں"۔ اب ایک اور بات بھی پیش نظر رکھ لیں اچھی طرح۔ جو بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ اب اس میں گہری حکمت ہے۔ وہ آرزو ان کی نیت کو گندہ کر دیتی ہے اور اپنی بڑائی کی آرزو ان کو ان ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے جو لوگوں کی خاطر انہوں نے قبول کرنی ہوتی ہیں۔ پس جماعت میں یہی حکمت کا نظام رائج ہے۔ **دنیا میں اور کوئی ایسی جماعت نہیں جہاں یہ سلسلہ رائج ہو کہ جو شخص بھی اپنے لئے عہدے کی خواہش کرے اس کو ہمیشہ کے لئے عہدوں سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے عہدے کے لئے کسی کو کہے کہ مجھے چن لو اور ثابت ہو جائے اس کو آئندہ سے عہدوں کا نااہل قرار دے دیا جاتا ہے۔** اب یہ بات عجیب سی ہے کیونکہ دنیا کی کسی ڈیماکریسی میں یہ نہیں ہے۔

ہر ڈیماکریسی میں عہدے کی خواہش اس شخص کے دل سے اٹھتی ہے جو کچھ بننا چاہتا ہے اور جب وہ خواہش کرتا ہے تو پھر پراپیگنڈے کی بھی اجازت ہے۔ پھر وہ پارٹیاں بنتی ہیں جو پھر اس کو منتخب کرتی ہیں اس کے ہم خیال لوگ اکٹھے کئے جاتے ہیں تو اس کو ڈیماکریسی کہا جاتا ہے۔ مگر اس ڈیماکریسی ہی میں برقِ خرمن موجود ہے، وہ آگ موجود ہے جو خرمن کو جلا دیا کرتی ہے۔ اس لئے دنیا میں کہیں بھی کوئی ڈیماکریسی نہیں سوائے جماعت احمدیہ کے، جس کو سچی ڈیماکریسی کہتے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی جماعت کو نصیب نہیں خواہ وہ سیاسی جماعت ہو خواہ مذہبی جماعت ہو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس ڈیماکریسی کا جو جماعت احمدیہ کو اللہ نے عطا فرمائی ہے جو بھی عہدے کی خواہش کرے گا وہ اس عہدے کا نااہل۔

اب افغانستان پر نظر ڈال لیں یا پاکستان پر، دیکھیں عہدوں کی خواہشوں نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ساری تباہی پاکستان پر خصوصیت کے ساتھ عہدوں کی خواہش کی وجہ سے ہے اور یہی دوڑ ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے کچھ نصیب ہو اور اس دوڑ نے سارے ملک کو گندہ کر رکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء کا سلسلہ چنا ہے اس میں ہم سب کے لئے ہمیشہ کے لئے سبق ہے۔ انبیاء کو چننے کے طریق نے ہی دنیا کی عظیم الشان راہنمائی فرمائی ہے جو کوئی دنیا کا فلسفی راہنمائی نہیں کر سکتا تھا، نہ کر سکا ہے۔

"آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ **یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں ان کو باہر نکالتا ہے اور سب کچھ بنا دیتا ہے۔** پس یقیناً سمجھو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں"۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سارے بوجھ ڈال دئے گئے تھے اس وقت بھی آپ کے دل کا عالم یہ تھا کہ سب کے اندر رہتے ہوئے بھی تنہائی کو پسند کر رہے تھے۔ "وہ زمانہ جو مجھ پر گزرا ہے اس کا خیال کر کے مجھے اب بھی لذت آتی ہے"۔ کتنے مزے تھے کہ جب میں اکیلا رہا کرتا تھا۔ کوئی پوچھنے والا نہیں تھا کسی کی ذمہ داری ادا نہیں کرنی تھی۔ اب دیکھو کیسا ہجومِ خلائق ہو گیا ہے مگر اب سوچتا ہوں پرانی باتیں تو بہت مزہ آتا ہے۔ کیسی پیاری زندگی بسر کر رہا تھا۔

"میں طبعاً خلوت پسند تھا مگر خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا اور پھر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تھا۔ میں اس نمود و نمائش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں اور اس کے حکم سے منحرف ہونا بھی پسند نہیں کر سکتا۔ اس پر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا"۔ پس وہ جو بے نیازی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے توکل کے نتیجے میں عطا ہوتی ہے۔ یہ پھر اسی کا ذکر فرمایا ہے کہ جو چاہے دنیا کہتی پھرے مجھے تو کوئی پرواہ نہیں مگر میرے دل کی وہی حالت ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

ایک اور عبارت ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۷ طبع جدید سے لی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اس بات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوں اور اس کی تعریفیں کریں"۔ ہر گز ان کو کوئی حرص نہیں ہوتی لوگ جمع ہوں اور تعریفیں ہو رہی ہیں، ایک جمگھٹا بن گیا ہے۔ یہ دیکھو یہ بہت بزرگ آدمی ہے، بہت نیک انسان ہے۔ "وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہونے لگے تو انہوں نے بھی عذر کیا"۔ کہ اللہ مجھ پہ قتل بھی ہے، میرا بھائی مجھ سے بولنے میں بہتر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں یہ عذر تھا اصل میں۔ چاہتے نہیں تھے کہ ان پر ذمہ داری ڈالی جائے، ان کو دنیا میں بھیجا جائے تو انہوں نے عذر کیا۔

"اسی طرح آنحضرت ﷺ غار میں رہا کرتے تھے وہ اس کو پسند کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود ان کو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے۔ ان میں ایک حیا ہوتی ہے"۔ یہ حیا کا مضمون پہلے بھی بیان ہو چکا ہے اسی مضمون کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "اور ایک انقطاع ان میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ انقطاع تعلقات صافی کو چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں"۔

حیا کیسی ہوتی ہے۔ حیاء اس بات کی کہ ایسے لوگوں کی جب تعریف کی جائے تو وہ اندر ہی اندر دل میں بے حد شرم محسوس کرتے ہیں خواہ وہ سچی تعریف ہو خواہ جھوٹی۔ جھوٹی تعریف کو تو وہ کراہت سے دیکھتے ہیں۔ ایسی بات جو ان میں موجود نہ ہو وہ صاف کہیں گے غلط کہہ رہا ہے مجھ میں نہیں ہے۔ کیونکہ بعض لوگ قابل تعریف باتوں میں ایسی باتیں بھی بعض دفعہ بیان کرتے ہیں جو انبیاء کے نزدیک قابل تعریف نہیں اور وہ نہیں ہوتیں ان میں۔ لیکن لوگ کہتے ہیں تو کہتے ہیں غلط ہے، بالکل یہ بات نہیں۔ مگر اپنی تعریف سے شرما جاتے ہیں۔ اور یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ مخلوق کے سامنے خدا لاتا ہے حالانکہ وہ مخلوق سے شرما رہے ہوتے ہیں اور یہاں شرمانا بدیوں کی وجہ سے نہیں، نیکیوں کی وجہ سے ہے۔

اب دیکھیں کتنا فرق ہے ان دو شرمانے کے انداز میں۔ ایک شخص کو اگر وہ بدیوں سے پر ہو اور اسے باہر ننگا کیا جائے دیکھیں کتنا شرمائے گا۔ انبیاء کا حال بالکل جداگانہ ہے وہ جب خدا کے حکم پر باہر نکلتے ہیں تو بے حد شرماتے ہیں، کنواری دلہن سے بھی بڑھ کر شرماتے ہیں کہ اب تو میری خوبیاں ظاہر کی جائیں گی مجھے لوگوں کے سامنے ان معنوں میں ننگا کیا جائے گا کہ میرے سارے چھپے ہوئے ہنر اور خوبیاں اور حُسن یہ ان پر ظاہر کر دئے جائیں گے اور ایسا ہی اللہ کرتا ہے۔

"اور ایک انقطاع ان میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ انقطاع تعلقاتِ صافی چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں"۔ تعلقاتِ صافی کیا ہوئے۔ ایسے تعلقات جن پہ دنیا کی نظر ہی نہیں۔ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اور حقیقی محبت رکھتا ہے اس سے تعلق اور اس سے تنہائی اور خلوت کے دوران ہر گز پسند نہیں کرتا کہ کوئی اور بھی اسے دیکھ رہا ہو۔ صرف وہ ہو، اس کا محبوب ہو بس یہی اس کی زندگی ہو جاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بیان فرما رہے ہیں۔ تعلقات صافی کو چاہتا ہے جس میں کسی غیر کی آمیزش نہ ہو۔ "وہ انقطاع تعلقاتِ صافی کو چاہتا ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انقطاع اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کو پسندیدہ بنا دیتی ہے"۔

اب جتنا وہ زیادہ علیحدگی میں محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اللہ کو اتنے ہی پیارے لگتے ہیں۔ تو دنیا سے بے نیاز، قطع نظر اس کے کہ کوئی ان کے حسن کو جانتا ہے یا نہیں مجھ پر ہی اپنا حسن کھول رہے ہیں اور میری خاطر فدا ہیں میرے ہی لئے وقف ہیں۔ چنانچہ یہ انقطاع ان کو اور بھی زیادہ اللہ کی نظر میں پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ "اور وہ ان کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے"۔ اس انقطاع کے باعث یہ جانتے ہوئے کہ اپنے نفس کی ان کو ادنیٰ بھی حاجت نہیں ہے کسی نفسانی خواہش کی خاطر یہ کچھ بھی نہیں چاہتے، صرف میرے لئے ہیں جب میرے لئے چاہتے ہیں تو پھر لازماً اللہ جانتا ہے کہ میری مخلوق کا سب سے زیادہ حق یہی ادا کر سکیں گے۔ یہ ہے ان کو نبی بنانے کی مصلحت۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

"وہ ان کو اصلاحِ خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے"۔ برگزیدہ کا ایک عام مفہوم یہ ہے کہ بزرگ انسان، وہ بڑا برگزیدہ آدمی ہے۔ مگر یہاں "اصلاحِ خلق کے لئے برگزیدہ بنے رہتے ہیں ان معنوں میں وہ برگزیدہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی اصلاح خلق کے دوران یہ بھی تو ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ تعلق اللہ سے ٹوٹ کر یا کچھ مدھم ہو کر بنی نوع انسان کی طرف منتقل ہوتا رہے لیکن اللہ جانتا ہے کہ ان کا تعلق مجھ سے بنی نوع انسان کی تربیت کے دوران کم نہیں ہوگا بڑھتا ہی چلا جائے گا کیونکہ وہ جو تکلیف ہو رہی ہے ان کو وہ اور زیادہ میری طرف کھینچے گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ جملے بہت ہی گہرے مضمون کے حامل ہیں۔

"وہ ان کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ کر لیتا ہے جیسے حاکم چاہتا ہے"۔ یعنی کوئی حاکم دنیا کا "جیسے حاکم چاہتا ہے کہ اسے کارکن آدمی مل جاوے اور جب وہ کسی کارکن کو پا لیتا ہے تو خواہ وہ انکار بھی کر دے مگر اسے منتخب کر ہی لیتا ہے"۔ دنیا میں بھی اگر کسی حاکم کو ایسا آدمی مل جائے کہ اس کو عہدے سے کوئی لگن نہ ہو اور عہدے سے بھاگنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس کو پکڑے گا کہ تو ہی تو مجھے چاہئے اس لئے اب میں تمہیں جانے نہیں دوں گا، تمہیں مجبور کروں گا کہ تم یہ عہدہ سنبھالو۔ "اسی طرح **اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقاتِ صافیہ اور صدق و صفا کی وجہ سے انہیں اس قابل پاتا ہے کہ انہیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرے۔** یہ بالکل سچی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر ایک قسم کا جبر کیا جاتا ہے"۔

اب اللہ جبر بھی کرتا ہے تو اپنے پیارے بندوں پر، مگر **ایک قسم کا جبر** جو ہے اس نے اس مضمون کو نرم کر دیا ہے۔ "انبیاء علیہم السلام پر ایک قسم کا جبر کیا جاتا ہے۔ وہ کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی کو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ جبراً ان کو کوٹھڑی سے باہر نکالتا ہے پھر ان میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزارہا مخلوق طبعاً ان کی طرف چلی آتی ہے"۔ یہی واقعات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہمیں ملتے ہیں۔ آپ کے صحابہ کی روایات میں ملتے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ریتی چھلہ میں جا رہے تھے جو قادیان میں ایک کھلی ریت کی جگہ تھی۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کے ساتھ اس وقت عشاق کا ایک جمگھٹا تھا آگے پیچھے دوڑے پھرتے تھے اور ایک عجیب منظر تھا ان کے عشق کا، ان کی فدائیت کا۔ تو ایک سکھ نکل آیا وہاں سے اس نے کہا "غلام احمدا تواہی اے نا جنھوں تیرا پیو میرے نال چھوٹے ہوندے کھلن واسطے ڈاہ دیا کرداسی"۔ یعنی بلے بلے کیا زمانہ آگیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ تمہارا باپ مجھے تجھ سے کشتی کروایا کرتا تھا اور یہ اس نے نہیں بتایا کہ کون گرایا کرتا تھا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام ہی گراتے ہونگے۔ ورنہ وہ کہتا "میں تینوں ڈھا لیا کرداسی"۔ بالکل نہیں کہا "تے ہُن دیکھو جی اے لوگ سارے تیرے نال ٹھٹے پھر دے نے"۔ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی بھی پرواہ نہیں تھی کون ٹھٹے پھر دا اے، کیوں ٹھٹے پھر دا اے۔ آپ کو تو تنہائی چاہئے تھی مگر یہی واقعہ ہر نبی کی زندگی میں اللہ تعالیٰ دوہراتا رہتا ہے۔

"اگر خدا تعالیٰ مجھے یہ اختیار دے"۔ یہ اقتباس ملفوظات جلد نمبر ا صفحہ ۳۱۱ طبع جدید سے لیا گیا ہے۔ "اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کسی کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں گا"۔ اس سارے کاروبار کے باوجود جہاں تک میرے دل کی تمنا ہے میں خلوت ہی کو اختیار کروں۔ "مجھے تو کشاں کشاں میدانِ عالَم میں اُسی نے نکالا ہے"۔ کشاں کشاں جیسے کھینچ کھینچ کے نکالا جاتا ہے۔ "جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کون واقف ہے۔ میں قریب پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربارِ شہرت میں کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امرِ آمر سے مجبور ہوں"۔

اب آپ کو جتنی بھی روایتیں ملتی ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مل کر بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ کھانا بھی باہر کھاتے رہے اس سے اندازہ کریں کہ کتنی مشکل تھی یہ بات لیکن رضائے باری تعالیٰ، اللہ کا حکم ہے اس وقت بھی آپ کی ایک تکلیف کی حالت ہوتی تھی اور ہنسی خوشی برداشت کرتے تھے، یہاں تک کہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ جب مل کے بیٹھتے تھے تو ہمیشہ ہنستے کھیلتے خوشیوں کے ساتھ، مجال ہے جو کسی کو ذرا بھی احساس ہو کہ اندر سے یہ شخص کتنی کوفت قبول کر رہا ہے اپنے لئے۔ کتنی مشکل میں سے گزر کر یہ ہمارے دل رکھ رہا ہے مگر رضائے باری تعالیٰ، اللہ نے حکم دیا تھا آپ نے کہا ٹھیک ہے میں حاضر ہوں۔ "مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امرِ آمر سے مجبور ہوں"۔ فرمایا "میں باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کی بنا پر ہے"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے نشانات براہین احمدیہ میں لکھے تھے ان میں سے سوواں نشان جو براہین احمدیہ کی ایک پیش گوئی ہے اس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرما رہے ہیں کہ تمہیں میرے ماضی کے حالات کا پتہ نہیں کیا حالات تھے اور انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمالیا تھا کہ تمہیں میں ضرور باہر نکالوں گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت اس کا مضمون سمجھ نہیں آرہا تھا تنہا پسند، علیحدگی میں بیٹھے ہوئے اور یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے وہم و گمان بھی نہیں آسکتا تھا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اتنی شہرت دے گا مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس شہرت کے لئے پہلے سے ہی تیاری کی ہوئی تھی۔ ساری تنبیہات موجود تھیں جب وہ وقت آنا تھا اس وقت یاد آتا کہ اللہ تو پچیس سال پہلے مجھے یہ سب کچھ بتا چکا تھا۔

اس مضمون کو آپ یوں بیان فرما رہے ہیں۔ "براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ پر درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ. اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ. یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ. یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ. وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَ لَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء"۔ ۱۸۸۲ء میں پہلا ماموریت کا الہام ہوا ہے آپ کو اور مسیح اور مہدی کے منصب پر فائز ہونا بہت بعد کا واقعہ ہے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بطور مہدی بیعت لینے کی اجازت فرمائی ہے تو یہ اس سے بہت پہلے کے واقعات ہیں۔ براہین احمدیہ جو چھپی تھی اس میں گویا ان سب باتوں کی پہلے سے پیش گوئی موجود تھی۔ فرماتے ہیں "براہین احمدیہ مطبوعہ ۸۲۔۱۸۸۱ء، مطبع سفیر ہند پریس امرتسر"۔

ترجمہ: یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ہے۔ "خدا کے فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو"۔ خبردار ہو کا مطلب ہے کہ اس بات پر گواہ بن جاؤ اس کو اچھی طرح پلے باندھ رکھو۔ اس کے لئے لفظ خبردار استعمال ہو سکتا ہے۔ خبردار بعض دفعہ خطرناک چیزوں سے بچنے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور بعض دفعہ اچھی چیزوں کو توجہ سے، غور سے دیکھنے کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے تو یہاں اس کا یہ موقع ہے۔ فرمایا "خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ ان پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ "خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القاء کریں گے مگر چاہئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہئے کہ تو ان کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اس پیشگوئی کو آج پچیس برس گزر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی"۔

مجھے یہ پڑھتے ہوئے ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کہ 'تھک نہ جائے' یہ ملاقاتوں کے دوران یاد آتی ہے خصوصاً جلسے کے بعد جو ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ اس میں لازم ہے کہ ہر ملاقاتی سے بشاشت سے ملا جائے اور ان کی توقعات کو بھی پورا کیا جائے اور جتنا ملاقاتیں تھکاتی ہیں اتنا سارا جلسہ نہیں تھکاتا۔ کوئی تصنیف کا کام نہیں تھکاتا۔ میں اپنے بچوں کو بعد میں کہا کرتا ہوں کہ اب میں آرام سے بیٹھا ہوں اب مجھے کھانا دو، مجھے پتہ لگے کہ سکون کیا ہوتا ہے اور جن سے مل رہا ہوتا ہوں ان کی جدائی کا غم بھی ہو رہا ہوتا ہے، یہ بھی افسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ جلدی ملاقات ختم کر رہا ہوں، یہ بھی کہیں بدخلقی ہی نہ ہو۔ ان کو تسلی دیتا ہوں، ان کو بتاتا ہوں کہ بہت مجبوریاں ہیں، وقت تھوڑا ہے اس لئے آپ کو رخصت کرنا بھی میری ایک مجبوری ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ ایک عجیب سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس کی خاطر جو آپ کام کرتے ہیں ان میں بعینہ وہی مضمون جو پیاروں سے ملنے کا ہے آپ کے دل پر جاری بھی ہو جاتا ہے۔ ان سے ملنے کی محبت، اس کی خوشی، ان کی جدائی کا غم لیکن وہ بوجھ جو دل پر ساتھ ساتھ پڑ رہا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی خبر دے دی تھی اور بعینہ یہی حال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ بے انتہا بوجھ اٹھائے ہیں، اتنا کہ ہم آج ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کھانا ان کے لئے خود لے کے آنا، آنے والے سے پوچھنا، اس کو عزت سے بٹھانا اور پھر بہت لمبا عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے کھانا لا کر ان کو پیش کرتے رہے۔ اب یہ بتائیں کہ ایک نبی سے کم کس کا حوصلہ ہو سکتا ہے۔ جو للہ انقطاع اختیار کر چکا ہو صرف اس کو یہ توفیق مل سکتی ہے۔

اب جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ گدھے مولوی، ان کو کیا پتہ کہ انقطاع ہوتا کیا ہے۔ ان کو کیا پتہ کہ رضائے باری تعالیٰ کے نتیجے میں کیسے کیسے متضاد حالات سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور دونوں متضاد حالات بیک وقت سچے بھی ہوتے ہیں۔ یہ کیفیتیں انبیاء کی کیفیات ہیں اور دنیا کے جہلاء ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے مگر ذرا بھی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو ان کو یقین ہو جائے کہ یہ شخص جس کے یہ حالات ہیں یہ لازماً اللہ کا برگزیدہ نبی ہے اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔

"غرض کچھ بھی تو نہیں تھا اور میں صرف ایک احدٌ مِنَ النَّاس تھا اور محض گمنام تھا"۔ اتنا اقتباس پڑھ کر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا) میں نے ایک گزشتہ خطبے میں اعلان کیا تھا کہ جب مغرب کی نماز کا وقت ساڑھے چار ہو جائے گا اس وقت جمعہ کے اختتام کے وقت عصر کا وقت شروع ہو چکا ہوگا۔ اس لئے جب تک ساڑھے چار سے واپس وقت اوپر نہیں جاتا اس وقت تک آئندہ عام نمازیں نہیں مگر جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز ساتھ پڑھی جایا کرے گی۔ آج بھی ایسا ہی ہوگا لیکن یاد رکھیں کہ جمعہ کی دو سنتیں فرض ہیں، کم از کم دو سنتیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ ویسے ہی سنتیں پڑھ چکے ہونگے مگر اگر کسی نے نہ پڑھی ہوں تو وہ تکبیر کے دوران ہی جلدی جلدی سنتیں ادا کر لے تاکہ جو پہلی دو سنتوں کا فریضہ ہے وہ پورا ہو جائے۔ ورنہ عصر جمع ہو جائے تو پھر مغرب تک سنتیں ادا کرنے کا وقت ہی کوئی نہیں رہتا کیونکہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک پھر کوئی نماز بھی نہیں ہونی چاہئے۔

●●☾☾☾☾☾☾●●

اللہ تعالیٰ کی عبادت حصولِ تقویٰ کے لئے کی جاتی ہے

(سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت نبیٔ اکرم ﷺ کے رؤیا و کشوف اور پیشگوئیاں

(حافظ مظفر احمد)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو ان کی صداقت کے نشان کے طور پر فرماتا ہے۔ عالم الغیب خدا انہیں نہ صرف قبل از وقت غیب کی خبریں دیتا بلکہ ان پر غلبہ بخشتا ہے اور مستقبل میں ظاہر ہونے والی باتوں سے متعلق غیر معمولی علم عطا فرماتا ہے۔ (الجن: ۲۷) جس کا ذریعہ وحی والہام اور رؤیا و کشوف ہیں (الشوریٰ: ۵۲)۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو "بشیر اور نذیر" کے القابات سے نوازا گیا۔ آپ کو قرآن شریف میں بیان فرمودہ اصولی بشارات اور تنبیہات کی تفاصیل رؤیا و کشوف کے ذریعہ عطا فرمائی گئیں۔ اور امت مرحومہ میں قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کے نظارے اس جزئی تفصیل کے ساتھ آپ کو کروائے گئے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مثلاً ایک نظارہ نماز کسوف کے دوران آپ کو کروایا گیا جس کے بارے میں (اس نماز کے بعد) صحابہ کے اس استفسار پر کہ آپ حالت نماز میں آگے بھی بڑھے اور پیچھے بھی ہٹے تو اس کا کیا سبب تھا؟ آپؐ نے اپنے اس کشف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے ابھی اس مقام پر آئندہ کے وہ تمام نظارے کروائے گئے جن کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ (کی کیفیات) بھی (دکھائی گئیں)۔ اس واضح اور جلی کشف میں بعض نعماء جنت اپنے سامنے دیکھ کر آپ انہیں لینے کے لئے آگے بڑھے اور جہنم کی شدت و تمازت کا نظارہ کر کے پیچھے ہٹے۔

(بخاری کتاب الکسوف)

نبی کریم ﷺ کے ان رؤیا و کشوف کی تفاصیل کتب احادیث میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے ان کی مختلف انواع اور کیفیات کا پتہ چلتا ہے جن میں سے بعض کا ذکر اس جگہ مناسب ہوگا۔

۱

وہ کشوف اور پیشگوئیاں جو نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ظاہری رنگ میں پوری ہو گئیں مثلاً آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہؓ کے ساتھ شادی سے قبل آپؐ کو ان کی تصویر دکھا کر بتلایا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس پیشگی غیبی خبر پر کامل ایمان کے باوجود آپ نے کمال احتیاط سے اس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ظاہری رنگ میں پورا ہونا ہی مراد ہے تو وہ خود اس کے سامان پیدا فرمادے گا۔ (بخاری کتاب النکاح) اور پھر بظاہر ناموافق حالات کے باوجود ایسا ہی ہوا۔

۲

وہ کشوف اور پیشگوئیاں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں پوری ہو گئیں مگر ظاہراً نہیں بلکہ ایسی تعبیر کی شکل میں جو اس وقت واضح نہیں تھی۔ ایسے کشوف کثرت سے پائے جاتے ہیں جیسے غزوۂ احد سے قبل حضور کا حالت کشف میں چند گائیوں کا ذبح کرنا اور اپنی تلوار کو لہرانا اور اس کا اگلا حصہ ٹوٹ جانا۔

(بخاری کتاب التعبیر)

اُحد میں ستر مسلمانوں کی شہادت کی قربانی اور خود رسول اللہ ﷺ کے زخمی ہونے اور دندان مبارک کے شہید ہونے کے رنگ میں ظاہر ہوئی تو پتہ چلا کہ اس رؤیا کی یہ تعبیر تھی۔

۳

وہ رؤیا و کشوف جن کی تعبیر رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ظاہر تو ہو گئی مگر اس تعبیر سے مختلف رنگ میں ظاہر ہوئی جو نبی کریم ﷺ نے اولاً اس سے مراد لی تھی گویا کشف کے وقت اس کی تعبیر کی تفہیم کئی حکمتوں کے پیش نظر بیان نہیں فرمائی گئی۔ تعبیر ظاہر ہونے پر کھلا کہ مفہوم کیا تھا۔ جیسے نبی کریمؐ کو ایک کھجوروں والی جگہ دار الہجرت کے طور پر دکھائی گئی۔ اوّل آپ نے یمامہ کی سرزمین مراد لی مگر بعد میں کھلا کہ اس سے مراد یثرب یعنی مدینۃ الرسول تھا۔

(بخاری کتاب التعبیر)

۴

رسول کریم ﷺ کے وہ کشوف جو بظاہر نظر آپؐ کی ذات والا صفات کے بارہ میں معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی تعبیر کی تفہیم کے مطابق آپ نے اپنی وفات کے بعد ان کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی۔ اور پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جیسا کہ دو کذاب مدعیان نبوت کے بارہ میں کشف میں نبی کریم ﷺ نے خود بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں اور میں نے ان کو ناپسند کرتے ہوئے کاٹ دیا ہے۔ پھر مجھے اذن ہوا اور میں نے ان دونوں کو پھونک ماری اور وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو کذابوں سے کی جو (میرے بعد) خروج کریں گے۔ عبید اللہ کہتے تھے ان سے مراد اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب تھے۔

(بخاری کتاب المغازی و کتاب التعبیر)

اسی طرح حضور ﷺ نے بیان فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یہاں تک کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں رکھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ تو وفات پا گئے اور اب تم ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔ (بخاری کتاب التعبیر)

۵

وہ رؤیا و کشوف جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہے۔ اس میں انذاری اور تبشیری دونوں قسم کے کشوف شامل ہیں جن کی تعبیرات رسول اللہؐ پر ظاہر نہیں کی گئیں، نہ ہی آپؐ نے ان کا ذکر فرمایا البتہ بعد میں اپنے وقت پر بعض تعبیرات کے ظہور پر خود زمانہ نے گواہی دی اور بعض کے ظہور کا ہنوز انتظار ہے مثلاً رؤیا میں رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود اور دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری کتاب التعبیر)

بعض دوسری احادیث صحیحہ کے مطابق چونکہ دجال مکہ میں داخل نہیں ہوگا اسلئے علماء امت نے اس کشف کی تعبیر یہ کی کہ دجال کے طوافِ کعبہ سے مراد اسلام کی تباہی و بربادی کی کوشش ہیں اور مسیح موعود کے طواف سے مراد خانہ کعبہ اور دین حق کی حفاظت کی سعی ہے۔ (مظاہر الحق شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۴ صفحہ ۳۵۹ عالمگیر پریس لاہور)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کو آپ کی امت کی کثرت اور شان و شوکت کے نظارے بھی کرائے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کثرت کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا جس نے میدان بھرے ہوئے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ دار الفکر بیروت)

امت کے بعض ایسے ہی خوش نصیب گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا میری امت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی کتاب الجہاد)

اس پیشگوئی کا پہلا حصہ بڑی شان کے ساتھ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اس وقت پورا ہوا جب محمد بن قاسم کے ذریعہ سندھ کی فتح سے ہندوستان کی فتوحات کا آغاز ہوا اور انہوں نے سندھ کے باسیوں کو وہاں کے ظالم حکمرانوں سے نجات دلا کر عدل و انصاف کی حکومت قائم کی اور اپنے اعلیٰ کردار اور پاکیزہ اقدار سے اہل سندھ کو اپنا گرویدہ کر لیا اور یوں یہاں اسلام کا آغاز ہوا۔

پیشگوئی کے دوسرے حصے کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ اور آپؑ کی جماعت سے ہے جسے مسیح موعودؑ کی روحانی قیادت میں دین کی خاطر جدوجہد اور قربانیوں کی توفیق عطا ہونا تھی اور جن کے بارہ میں رسول خدا نے شوق و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ دار الفکر بیروت) جنہوں نے مجھے دیکھا ہے مگر میری محبت کی خاطر قربانیاں کریں گے (مسند دارمی کتاب الرقاق)۔ انہی غلامانِ مسیح موعودؑ کے ذریعہ دین اسلام کا وہ غلبہ مقدر ہے جس کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس مسیح موعود کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام مذاہب اور ملتوں کو ہلاک کر دے گا سوائے اسلام کے۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم)

اسلام کی عالمگیر فتوحات کا یہی وہ زمانہ معلوم ہوتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے اس کشف کی تعبیر بھی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوگی جس میں آپؐ نے بیان فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کے مشرق اور مغرب کے کنارے سمیٹ کر دکھائے"۔ اور پھر اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "میری امت کی حکومت بالآخر ضرور اُن سرزمینوں پر قائم ہوگی جو مجھے عالم رؤیا میں دکھائی گئی ہیں"۔ (مسلم کتاب الفتن)۔

آئندہ زمانہ میں ان رؤیا و کشوف کی تعبیرات کے ظہور پر ہمارا ایمان اور یقین اس وقت اور پختہ ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی میں ہمارے آقا و مولا مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس سے بھی کمزور زمانہ میں اپنے رؤیا و کشوف کی بناء پر جو احوال بیان فرمائے وہ پوری آب و تاب کے ساتھ پورے ہو چکے ہیں۔ اس جگہ دو کشوف کا تفصیلی تذکرہ بطور نمونہ کیا جاتا ہے۔ ایک نہایت اہم اور غیر معمولی شان کا حامل لطیف کشف وہ ہے جس کا نظارہ نبی کریم ﷺ کو غزوہ احزاب کے اس ہولناک ابتلا میں کروایا گیا جب اہل مدینہ ایک طرف کفارِ مکہ کے امکانی حملے سے بچنے کی خاطر شہر کے گرد خندق کھود رہے تھے اور دوسری طرف اندرونی طور پر وہ سخت قحط سالی کا شکار تھے اور جب کہ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ خندق کی کھدائی میں مصروف تھے اور مسلسل تین دن سے فاقہ سے تھے۔ دریں اثنا کھدائی میں ایک سخت چٹان آگئی جو ٹوٹتی نہ تھی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس پر پانی پھینکو پھر آپ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی ضرب لگائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ اچانک نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ (فاقہ کی شدت سے) حضور ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی)

حضرت براء بن عازبؓ اس واقعہ کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب ایک پتھریلی چٹان کے نہ ٹوٹنے کی شکایت کی گئی اور آپؐ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی پہلی ضرب لگائی تو پتھر شکستہ ہو گیا اور اس کا ایک بڑا حصہ ٹوٹ گرا آپؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ شام کی کنجیاں میرے حوالے کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں شام کے سرخ محلات اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی دوسری ضرب لگائی، پتھر کا ایک اور حصہ شکستہ ہو کر ٹوٹا اور رسول کریم ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے فرمایا مجھے ایران کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم میں مدائن اور اس کے سفید محلات اس جگہ سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے اللہ کا نام لے کر تیسری ضرب لگائی اور باقی پتھر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے فرمایا "مجھے یمن کی چابیاں سپرد کی گئی ہیں اور خدا کی قسم میں صنعاء کے محلات کا نظارہ اپنی اس جگہ سے کر رہا ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۰۳ دار الفکر بیروت)

یہ عظیم الشان روحانی کشف آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے زبردست یقین پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ایک طرف فاقہ کشی کے اس عالم میں جب دشمن کے حملے کے خطرے سے جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور خود حفاظت کے لئے خندق کھودنے کی دفاعی تدبیروں میں مصروف ہیں لیکن الٰہی وعدوں پر ایسا پختہ ایمان ہے کہ اپنے دور کی دو عظیم طاقتور سلطنتوں کی فتح کی خبر کمزور نہتے مسلمانوں کو دے رہے ہیں اور وہ بھی اس یقین پر قائم نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے ہیں کہ بظاہر یہ انہونی باتیں ایک دن ہو کر رہیں گی اور پھر خدا کی شان دیکھو کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت سے ان فتوحات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

آج کی کلاس کی کارروائی قادیان کے لئے وقف کر دی گئی تھی اسلئے اگلی تقریر منارۃ المسیح کے موضوع پر ایک لڑکے نے پڑھی۔ بچے نے تقریر میں پڑھا کہ چند صحابہ ۱۳؍ مارچ ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواہش کا اظہار کیا کہ حضور مینارہ کی بنیاد رکھیں۔ اس پر ایک اینٹ لائی گئی جسے حضور انور نے اپنی گود میں رکھا اور لمبی دعا کی اور پھر مقررہ جگہ پر بنیاد میں چن دی گئی۔ مینارہ کی تعمیر میں غیر مسلموں نے مخالفت بھی کی لیکن حکومت نے یہ فیصلہ دے دیا کہ اس کی تعمیر روکنے کی کوئی وجہ نہیں ۱۸۹۳ء میں عارضی طور پر اس کی تعمیر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گئی جسے ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ شروع کروائی اور دسمبر ۱۹۱۶ء میں اس کی تعمیر خدا کے فضل سے پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

اس تقریر کے بعد آج کی ملاقات میں بجھارتیں بوجھنے کا پروگرام بھی شامل تھا جس سے سب نے لطف اٹھایا۔ آخر میں حضور انور نے اپنے دو Riddles بھی پیش کئے۔

آخری تقریر کا موضوع ''قادیان کی مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک'' تھا۔ مسجد اقصیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد بزرگوار میرزا غلام مرتضیٰ نے بڑے شوق ۱۸۷۶ء میں بنوائی۔ اس وقت اس میں صرف ۲۰۰ آدمی نماز پڑھ سکتے تھے۔ ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توسیع فرمائی اور اب اس میں ۲۰۰۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ خلافت ثانیہ میں اس میں مزید توسیع کی گئی۔

مسجد مبارک کا سنگ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۲ء میں خود رکھا۔ اس مسجد کے متعلق وحی میں بتایا گیا کہ یہ نہ صرف بابرکت ہے بلکہ ہر ایک کو پاک بھی کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیت الفکر اور بیت الذکر منسلک ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تالیف و تصنیف کا کام اور عبادت کیا کرتے تھے۔

اتوار، ۱۴؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ۱۵؍ جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔

سوموار، ۱۵؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۸۷ جو ۷؍ نومبر ۱۹۹۶ء کو دکھائی جا چکی ہے دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

منگل، ۱۶؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۹۴ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۴۴ سے ہوا۔ یَومَ یُخرِجُونَ مِنَ الاَحداثِ سراعاً کَاَنَّھُم اِلیٰ نُصُبٍ یُوفِضُون۔ وہ عذاب کا دن جس کا وعدہ نمبر ۴۳ میں دیا گیا ہے اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنی قربان گاہوں کا رخ کریں گے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی اور چہروں پر ضلت چھائی ہوئی ہو گی۔ ان کا بھاگنا شوق کی وجہ سے نہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے ہو گا۔ وہ لے جائے جا رہے ہونگے نہ کہ اپنے اختیار سے جا رہے ہونگے۔

اس کے بعد سورۃ نوح شروع ہوئی۔ حضرت نوحؑ کے دلچسپ اور مؤثر انداز تبلیغ کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق نذیر اور بشیر ہونے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں من بیانہ ہے۔ اور وجھی بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت نوح نے ترغیب اور افتراء سب حربے اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے آزمائے۔ گناہوں کی بخشش کی امید۔ عذاب کی مہلت دئے جانے کا بھی سمجھایا لیکن جب کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا تو خدا تعالیٰ نے درد بھرے الفاظ میں فریاد کی۔

آیت نمبر ۱۶ خلقَ اللّٰہُ سبع سمٰوٰتٍ طباقاً کے تعلق میں دو تصورات پائے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آہستہ آہستہ طبقہ طبقہ پیدا کیا اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسی شکل میں اچانک پیدا کر دیا۔ قرآن مجید پہلے تصور کی تائید کرتا ہے۔ اور ارتقاء کا قائل ہے۔

سورۃ نوح کے بعد سورۃ الجنّ کا ترجمہ شروع ہوا۔ اس کی آیت ۶ کے ضمن میں حضور انور نے مولویوں کی جاہلانہ تفسیر کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بعض مولوی کہتے ہیں کہ کچھ جنّ مرد اور کچھ جننیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ حضرت سلیمان والے واقعہ میں ملکہ سبا کی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھانے کا مطلب یہی تھا کہ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ عورت تھی یا جنّی کیونکہ عرف عام میں سمجھا جاتا ہے کہ جنّنیوں کے پاؤں الٹے ہوتے ہیں۔ یہ جاہلانہ تصورات ہیں جن کا قرآن کریم کے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ مولوی ضرور وہ جن ہیں جو جہالت میں بڑھتے بھی ہیں اور بڑھاتے بھی ہیں کیونکہ وہ لوگ بھی یہی گمان کیا کرتے تھے کہ خدا اب کسی کو مبعوث نہیں فرمائے گا۔

آیات ۹ اور ۱۰ میں قرآن مجید کے نزول سے قبل بگڑے ہوئے مذاہب کے priest وغیرہ عقائد کو توڑ مروڑ کر پیش کر دیتے تھے جیسے سامری کے وقت میں ہوا لیکن قرآن کریم کے نزول کے بعد خدا تعالیٰ نے وحی کی حفاظت کا نظام بہت مضبوط کر دیا ہے۔ حفاظت کے دو معنے ہیں۔ ایک تو لفظی حفاظت یعنی اس کے متن میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکے گی اور دوسرے معنوی حفاظت۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زمانے میں سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ جس کسی نے بھی غلط معنے قرآن کی طرف منسوب کئے اس کے پیچھے لگ گئے اور چھوڑا نہیں جب تک اسے بھسم نہ کر دیا۔

بدھ، ۱۶؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۹۵ جو سورۃ الجنّ کی آیت نمبر ۱۱ سے شروع ہوئی ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔

سورۃ الجنّ کے بعد سورۃ المزمّل شروع ہوئی۔ آغاز میں آنحضرت ﷺ رات کو اٹھ کر عبادت میں مشغول رہنے کا ارشاد ہے۔ حضور انور نے نِصفَہٗ اَوِنقُص مِنہُ قَلِیلًا اَو زِد عَلَیہِ کی تشریح میں فرمایا کہ اس میں راتوں کے بڑا اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے رات کے قیام کو گھٹانے اور بڑھانے کا ارشاد خداوندی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اَوِنقُص مِنہُ سے یہ بات نظر آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ زیادہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ تو اس آیت میں کچھ سہولت پیدا کی گئی ہے۔ ترتیل میں دونوں معنی یعنی حسن قراءت اور آہستہ آہستہ تلاوت کرنا مراد ہے۔

جمعرات، ۱۷؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج ایک پرانی ہومیوپیتھی کلاس دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۸؍ دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔ مختصر کارروائی درج ذیل ہے :

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دعا کیا کرتے تھے جس میں المسیح الدجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے ؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ انٹی کرائسٹ (Anti Christ) کے فتنے کی طرف اشارہ ہے جس کے متعلق تمام انبیاء متنبہ کرتے رہے ہیں کہ جو بھی اس زمانے کے پائے خدا سے پناہ مانگے۔ یہ ہمارا موجودہ زمانہ ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اور عذاب القبر سے پناہ اس لئے مانگی گئی ہے کہ یہ لوگ حیات بعد الموت کے منکر ہیں تو عذاب کے بھی منکر ہوئے۔ جب اگلی زندگی اور جزاء سزا کے منکر ہیں تو جو مرضی کرتے پھریں، برے کاموں سے رکنے کا ایک ہی طریق ہے خدا کا خوف اور سزا کا ڈر۔

☆...... جانوروں کی بعض اقسام ناپید ہو رہی ہیں تو کیا انہیں Preserve کرنے کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہئے ؟ حضور انور نے فرمایا، ضرور کرنا چاہئے۔ جنگی ہتھیاروں پر تو کیا جاتا ہے جو ضیاع ہے۔ لیکن کسی بھی Species کو Preserve کرنا بہت اچھا ہے۔ ☆...... تیمّم کے لئے کونسی مٹی استعمال کی جائے ؟ حضور انور نے فرمایا کہ کوئی صاف مٹی جو میسر آجائے۔ ☆...... حضور نے کس ملک کی سیر نہیں کی اور کیا مجبوری ہے ؟ حضور انور نے فرمایا چین جانا چاہتا ہوں۔ میرے آباء ہو سکتا ہے کہ چینی ہوں۔ تاشقند وغیرہ کے لوگ فارسی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابناء فارس میں سے تھے اور چین کی حدود تک بھی گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میری دادیاں چینی تھیں۔ اس لئے میں اس ملک میں جانا چاہتا ہوں۔ چینی ایک وسیع ملک ہے جس کی تہذیب بہت قدیم اور زندہ ہے اس میں کبھی انقطاع نہیں آیا۔

اس کے علاوہ درج ذیل سوالات بھی کئے گئے : ☆...... مذہب کے نام پر persecution کیوں ہے ؟ ☆...... مذہب اچھائی سے زیادہ Evil پیدا کرتا ہے ؟ ☆...... Cannible آدم خور مردہ انسانی گوشت کھاتے ہیں۔ کیا اس کا کھانا جائز ہے ؟ ☆...... کیا مردہ خاوند کے منجمد نطفہ سے بچہ پیدا کرنا جائز ہے ؟

☆...... عَمَّ یَتَسَآءَلُونَ عَنِ النَّبَاءِ العَظِیمِ میں نَبَاءِ العَظِیمِ سے کیا مراد ہے ؟

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

محترم ملک اعجاز احمد صاحب آف ڈھونیکے ضلع گوجرانوالہ کو شہید کر دیا گیا

(پریس ڈیسک): پاکستان سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم ملک اعجاز احمد صاحب ابن مکرم ملک عنایت اللہ صاحب آف ڈھونیکے ضلع گوجرانوالہ کو یکم دسمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل دن کے دس بجے وزیر آباد میں ان کی دکان پر فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

تفصیلات کے مطابق مکرم ملک صاحب سیمنٹ کی ایجنسی کی دکان چلاتے تھے۔ دن کے دس بجے جب گاہکوں کا رش کم ہوا تو ایک شخص دکان میں داخل ہوا اور پوچھا کہ ملک اعجاز احمد کون ہے؟ ملک صاحب نے جواب دیا میں ملک اعجاز احمد ہوں۔ اس پر اس نے فائرنگ کر دی اور موقع سے فرار ہو گیا۔ ملک صاحب کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔

ادھر ملک صاحب کے ملازمین قاتل کو پکڑنے اس کے پیچھے دوڑے اور تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر اس کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔

قاتل کا نام عمران جعفری ولد جاوید جعفری ہے۔ اس کی عمر ۲۵ سال ہے اور اس کا تعلق مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہے۔ ملزم نے پولیس کے روبرو بیان دیا ہے کہ اس نے مجھے تبلیغ کی تھی جس کی وجہ سے میں نے اسے قتل کیا ہے۔ ملک اعجاز احمد صاحب کی عمر ۵۰ سال تھی۔ وہ جماعت وزیر آباد کے سیکرٹری تحریک جدید تھے۔ اس سے قبل قائد مقامی اور نائب قائد ضلع کے عہدوں پر بھی خدمات بجا لا چکے تھے۔ مرحوم کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مرحوم کی بیوہ اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو ڈھونیکے کے ایک اور احمدی دوست مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔

سَیّدُ الشُّھُور - شَھرُ رَمَضَان کی اہمیت، فضائل، برکات اور صیام رمضان سے متعلّقہ مسائل واحکامات

یہ مضمون ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کے دسمبر ۹۷ اور جنوری ۹۸ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کے تفصیلی مضامین اور بعض دیگر کتب کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر آیات، احادیث اور اقتباسات کے مکمل حوالہ جات اس مضمون میں شامل نہیں کئے گئے۔

تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک

قسط سوم

فدیہ

عام ہدایت تو یہی ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت اور اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبادت کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور فدیہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرنا ہے۔ رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کیلئے ضروری نہیں جو وقتی بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اس نیت سے فدیہ دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بوجہ بیماری یا سفر چھوٹنے والے ان روزوں کی قضاء کی توفیق بخشے اور رمضان کے ان روزوں کے اجر سے محروم نہ فرمائے جو بوجہ مجبوری اسے چھوڑنے پڑے۔

فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کیلئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہیں کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف یا کوئی دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک آدمی کا دو وقت کا کھانا یا اس کے برابر رقم کسی کو دے دینی چاہئے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ **فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ وہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا، اس کا کیا فدیہ دوں؟۔ اس پر آپ نے فرمایا: "خدا کسی شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو۔ آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار کے متعلق قرآن کریم میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی اپنے اوسط معیار کے موافق کھانا کھلانا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی قریباً پونے دو سیر بیان کیا ہے جو ایک فوت شدہ روزے کا فدیہ ہوگا اور دو وقت کھانے کیلئے کفایت کریگا۔

فدیہ کس کو ادا کیا جائے؟

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہے۔ اصل مقصد مستحق و نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ روزے رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ فدیہ کی رقم جماعتی انتظام کے تحت بھی جمع کرائی جا سکتی ہے۔

فدیہ توفیقِ روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اسلئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقتِ روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا"۔

اپنی راتوں کو زندہ کریں

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یعنی کم سونا اور رات کو عبادت کیلئے جاگنا بہت بڑی برکتوں اور سعادتوں کا موجب ہے۔ بالخصوص رات کا آخری حصہ قبولیت دعا اور تقرب الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رمضان کو عبادت کے لحاظ سے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے"۔

عام حالات میں بھی نماز تہجد اور قیام الیل کا ثواب بہت بیان ہوا ہے لیکن ماہ رمضان میں روزہ کے ساتھ جب یہ عبادت ادا کی جاتی ہے تو اس کی جزاء اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ورلے آسمان پر آجاتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یوں اعلان فرماتا ہے کہ "ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے اور ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول ہو"۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ: "رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے جو کچھ مانگے اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات آتی ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "**سب سے عالیشان وہ دربار ہے جو محرم راز لوگوں کا دربار ہے جو آدھی رات کے وقت لگتا ہے۔** اسے تہجد کا دربار کہا جاتا ہے جس میں وہ لوگ جو دنیا کی نظر سے الگ ہو کر چھپ کر خدا سے ملنا چاہتے ہیں وہ اٹھ کر خدا کے حضور حاضری دیتے ہیں"۔

"اللہ کی عجیب شان ہے روزانہ علیحدہ ملاقات کا وقت دیا جاتا ہے اور آدھی رات کے بعد سے یہ دربار لگ جاتا ہے کہ جس کو توفیق ہے وہ حاضر ہو جائے۔ تو میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر رمضان کے دربار کو زندہ رکھنا ہے، اس کے فائدے جاری رکھنے ہیں تو ان درباروں میں حاضری دینا نہ چھوڑیں، پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ کوئی رمضان بھی آپ سے برکتیں لے کر نہیں جائے گا بلکہ ابدی برکتیں آپ کی جھولی میں ڈالتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

الغرض رات کی عبادت اور دعائیں خدا کے حضور بہت مقبول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نمونہ بھی عام حالات میں بہت زیادہ عبادت کرنے کا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "آپ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول، کیا اللہ نے آپ کو معاف نہیں کر دیا۔ پھر آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"۔ حضرت عائشہؓ مزید بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضورؐ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ آیت پڑھتے رہے: "اِن تعذّبھم فَانھُم عبادکَ وَاِن تَغفرلھم فَانکَ انتَ العزیزُالحکیم"۔ کہ اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو یقیناً تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔

آنحضورؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے آواز آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آنحضورؐ رمضان المبارک میں رات کو کیسے عبادت فرماتے تھے۔ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ (یعنی کل گیارہ رکعات)۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: "رمضان میں تو آپؐ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے"۔ ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ: "حضورؐ کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا"۔

ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: **"اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنّت قائم کر دی ہے"۔**

پس آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے خواہ وہ چار رکعت ہی کیوں نہ پڑھیں۔

عبادت کا یہ وقت بہت عظیم برکتوں کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انّ قرآنَ الفَجرِ کانَ مشھُوداً"۔ **صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے۔**

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز صلاۃ الیل (یعنی تہجد) ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گزرے ہیں جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ **جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے جو روحانی طاقت کر سکتی ہے۔** بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہونگے جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند ان پر غالب رہتی ہے۔ یہاں تک کہ نیند اور سستی سے بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ان کو عشاء کی نماز بھی دوبھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد گذار ہوں"۔

بچوں کو سحری کے وقت نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : "(رمضان میں) بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ قادیان میں یہی دستور تھا جو بہت ہی ضروری اور مفید تھا۔ جسے اب بہت سے گھروں میں ترک کر دیا گیا ہے۔ قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔.....اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ان کو اس سلیقے اور اہتمام کے ساتھ روزہ نہیں رکھولیا جاتا بلکہ آخری منٹوں میں جب کہ کھانے کا وقت ہوتا ہے ان کو کہہ دیا جاتا ہے آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلام توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن کم روی کا مذہب تو نہیں۔"

نماز تراویح

شب بیداری کی حالت میں جو عبادتیں انسان نے بجالانی ہیں ان میں نماز تراویح بھی ہے جو دراصل تہجد کی نماز ہے۔ لیکن اگر تہجد کے وقت اٹھنے میں حرج محسوس ہو تو پھر نماز عشاء کے بعد ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس نماز کیلئے آٹھ رکعتیں ہیں۔ بعد میں تین رکعت وتر ادا کئے جاتے ہیں۔ چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہئے۔ نماز تراویح اس لئے شروع کی گئی تا کہ معذور اور کمزور لوگ جو صبح کے وقت تہجد پر اٹھ نہیں سکتے اور ان کو زیادہ قرآن بھی یاد نہیں کہ وہ نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ایسے لوگوں کی سہولت کے لئے تراویح کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

نماز تراویح کا آغاز

آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق تراویح کا موجودہ طریق حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں باقاعدہ طور پر شروع ہوا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری تابعی بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں قیام الیل عام طور پر انفرادی عبادت کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں خلافت ابو بکرؓ اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دور میں یہی طریق رہا۔ اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ میں نکلے۔ مسجد نبوی کی طرف تشریف لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ لوگ مسجد میں مختلف گروہوں اور ٹولیوں کی صورت میں نوافل پڑھ رہے تھے۔ کہیں اکیلا آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو کہیں کچھ لوگ باجماعت نوافل ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (حافظ) کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا اور پھر آپ نے فیصلہ فرما دیا۔ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو جو قرآن کریم کے بڑے اچھے قاری تھے نماز تراویح کے لئے امام مقرر فرمایا۔

اس واقعہ کے راوی عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ پھر اس واقعہ کے بعد ایک اور رات کا ذکر ہے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ میں نکلا تو لوگ قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نئی تجویز کتنی اچھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا وہ عبادت جس سے تم رات کے آخری حصہ میں سوئے ہوتے ہو (یعنی نماز تہجد) وہ اس سے افضل ہے جو تم اب ادا کر رہے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اول شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخری شب کے پڑھا دی جائے تو کیا یہ جائز ہوگا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ "کچھ حرج نہیں پڑھ لیں"۔

پس تراویح اور تہجد دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہو تو بہرحال تہجد افضل ہے اسے اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کو تہجد کے ساتھ تراویح میں بھی قرآن شریف سننے کی توفیق ملتی ہو تو اس کی سعادت ہے کہ وہ دہرا ثواب حاصل کرتا ہے۔

بلا عذر روزہ ترک کرنا

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : "یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں : "میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے کہ میں بیمار ہو جاؤں گا...... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو......وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں : "روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہئے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی کہ شریعت کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہو جایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ سے منع کرے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں : "**رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔** چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔ اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ درحقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر آزاد نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بھی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق و شوق سے قبول کی جائیں...... تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے طرز عمل کے بارہ میں فرماتے ہیں : "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

وہ لوگ جو بلا حقیقی عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر روزہ ترک کرتے ہیں وہ لقاء الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کو روزہ کی جزاء میں خدا ملتا ہے۔ لقاء الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دونگا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں"۔

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ : "روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جو وہ روزہ کی وجہ سے اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا"۔

پس روزہ سے محروم شخص لقاء الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اسی طرح ہر نیکی سے محروم رہتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "تم پر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ ہر نیکی سے محروم رہا۔ اور اس ماہ میں نیکی سے وہی محروم رہتا ہے جو بد نصیب ہو"۔

روزہ آگ سے بچاؤ کا بھی ذریعہ ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ : "جو بندہ خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ دور کر دیتا ہے"۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا : "روزہ آگ سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے"۔

رمضان المبارک کا روزہ گناہ سے پاک ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح روزہ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا : "یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے"۔

اسی طرح آپ ﷺ فرماتے ہیں : "رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کیلئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا۔ ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اگر بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضا اور رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو وہ حساب کے دن اسکے ثواب کے برابر نہیں ہوگا"۔

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا : "روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدل نہیں"۔

روزہ ملائکہ کی دعاؤں اور استغفار کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستّر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں"۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ : "فرشتے روزہ دار کیلئے دن رات استغفار کرتے ہیں"۔ حضرت ام عمارہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ : "روزہ دار کے پاس جب کوئی بے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کیلئے اس وقت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانا کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے"۔

پس یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ لوگ جو بغیر کسی شرعی عذر کے یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر روزہ نہیں رکھتے اور اللہ کے شعار کا احترام نہیں کرتے اور اس مبارک ماہ میں نیکیوں کے حصول سے محروم رہتے ہیں روحانی لحاظ سے یہ ان کی موت کا مہینہ ہے۔

بقیہ: نبیؐ اکرمؐ کی پیشگوئیاں از صفحہ ۹

ابو عبیدہؓ اسلامی فوجوں کے ساتھ شام کو فتح کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ان فتوحات کی تکمیل ہوجاتی ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سر کردگی میں مسلمان ایران کی فتوحات حاصل کرتے ہیں اور صرف چند سال کے مختصر عرصہ میں دنیا کی دو بڑی سلطنتیں روم و ایران ان فاقہ کشوں مگر الٰہی وعدوں پر یقین محکم رکھنے والے مسلمانوں کے زیر نگیں ہوجاتی ہیں۔

دوسرے عظیم الشان کشف کا تعلق اسلامی بحری جنگوں سے ہے۔ مدنی زندگی کے اس دور میں جب بری سفروں اور جنگوں کے پورے سامان بھی مسلمانوں کو میسر نہیں تھے نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کی بحری جنگوں کی خبر دیتے ہوئے نظارہ کروایا گیا۔ حضرت امّ حرامؓ بنت ملحان بیان کرتی ہیں کہ حضور ہمارے گھر محوِ استراحت تھے کہ عالم خواب سے اچانک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس سمندر میں اس شان سے سفر کریں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ امّ حرامؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اسے بھی ان میں شامل کر دے۔ پھر آپ کو اونگھ آگئی اور آنکھ کھلی تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو آپ نے پہلے کی طرح اُمّت کے ایک گروہ کا ذکر کیا جو خدا کی راہ میں جہاد کی خاطر نکلیں گے اور بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھے سمندری سفر کریں گے۔ حضرت امّ حرامؓ نے پھر دعا کی درخواست کی کہ وہ اس گروہ میں بھی شامل ہوں۔ آپؐ نے فرمایا آپ گروہ "اولین" میں شامل ہو اور گروہ "آخرین" میں شریک نہیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ پھر ام حرامؓ فاختہ بنت قرظہ زوجہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ سمندری سفر میں شامل ہوئیں۔ اور اسی سفر میں واپسی پر سواری سے گر کر وفات پائی۔

(بخاری کتاب الجہاد)

اس حدیث میں جزیرہ قبرص کی طرف اشارہ ہے جو حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں فتح ہوا، جب وہ شام کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت معاویہؓ کو پہلے عظیم اسلامی بحری بیڑے کی تیاری کی توفیق ملی۔ حالانکہ اس سے قبل مسلمانوں کو کوئی کشتی تک میسر نہ تھی اور پھر حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں ہی حضرت معاویہؓ نے اسلامی فوجوں کی بحری کمان سنبھالتے ہوئے جزیرہ قبرص کی طرف بحری سفر اختیار کیا جو اسلامی تاریخ میں پہلا بحری جہاد تھا۔ جس کے نتیجے میں قبرص فتح ہوا۔ اور بعد میں ہونیوالی بحری فتوحات کی بنیادیں رکھی گئیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے مبارک منہ کی وہ بات پوری ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا کہ دین اسلام غالب آئے گا یہاں تک کہ سمندر پار کی دنیاؤں میں بھی اس کا پیغام پہنچے گا۔ اور مسلمانوں کے گھڑ سوار دستے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سمندروں کو بھی چیر جائیں گے۔ (کنز العمال جلد۱۰ صفحہ ۲۱۲ مطبعۃ الاصیل حلب)

یہ پیشگوئی اس شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی کہ اس زمانہ کی زبردست ایرانی اور رومی بحری قوتوں کے مقابل پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں نے اپنی بحری قوت کا لوہا منوایا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی سر کردگی میں اسلامی بحری بیڑے نے بحیرہ روم کے پانیوں میں اپنی دھاک بٹھا کر اسلامی حکومت کی عظمت کو چار چاند لگا دئے۔ چنانچہ فتح قبرص کے بعد کی اسلامی مہمات میں جہاں مسلمان ایک طرف بحیرہ احمر کے اس پار پہنچے تو دوسری طرف مسلمان فاتحین نے بحیرہ روم کو عبور کر کے جزیرہ رُودس، صقلیہ اور قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تیسری طرف طارق بن زیادہ فاتح سپین نے بحیرہ روم کو چیرتے ہوئے بحر اوقیانوس کے کنارے جبرالٹر پر پہنچ کر ہر چہ باداباد کہہ کر اپنے سفینے جلا دئے۔ تو چوتھی طرف محمد بن قاسم نے بحیرہ عرب اور بحر ہند کے سینے چیر ڈالے اور یوں مسلمانوں نے جریدہ عالم پر، بحری دنیا میں کیا بلحاظ سمندری علوم میں ترقی، کیا بلحاظ صنعت اور کیا بلحاظ جہاز رانی انمٹ نقوش ثبت کئے جو رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ نئی بندر گاہیں تعمیر ہوئیں، جہاز سازی کے کارخانے بنے، بحری راستوں کی نشاندہی اور سمندروں کی پیائش کے اصول وضع ہوئے۔ اور مسلمان سمندروں پر بھی حکومت کرنے لگے اور رسول خدا ﷺ کے رؤیا و کشوف کمال شان کے ساتھ پورے ہوئے۔

اور یہ بات آج بھی ہمارے لئے ازدیاد ایمان و یقین کا موجب ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وہ وعدے بھی ضرور بالضرور پورے ہونگے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ہم سے کئے گئے۔ سچ ہے۔

جس بات کو کہوں کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات مکرم رشید احمد صاحب حیات آف ایسٹ لنڈن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ ایک لمبی بیماری کے بعد ۹ر دسمبر کو وفات پا گئے۔ بفضل خدا ان کا خاندان وسیع ہے۔ مسعود احمد حیات صاحب کے والد اور تاج دین صاحب اسلام آباد اور مکرم مرزا مجیب احمد صاحب، صدر حلقہ ایسٹ لندن کے خسر تھے۔

مرحوم بشیر احمد صاحب حیات کے بھائی اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب کے تایا تھے۔ مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپ موصی تھے اس لئے جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

۱...... مکرم ملک اعجاز احمد صاحب ولد مکرم ملک عنایت اللہ صاحب آف ڈھونیکی گوجرانوالہ حال وزیر آباد۔ یکم دسمبر کو ایک شقی القلب نے فائر کر کے ان کی دوکان میں شہید کر دیا۔ شہید ایک فعال سیکرٹری تحریک جدید تھے۔ پہلے آپ قائد وزیر آباد شہر تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر ۵۰ سال تھی۔ شادی شدہ تھے لیکن اولاد نہیں تھی۔

ان کی دوکان پر دو نوجوان آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ ملک اعجاز ہیں۔ انہوں نے جواباً کہا کہ میں ہی ہوں۔ اس کے معاً بعد ایک نوجوان نے یکے بعد دیگرے ریوالور سے تین فائر کر کے شہید کر دیا۔

۲...... محترم امام حقانی صاحب آف حافظ والا، میانوالی۔

حضور انور ایدہ اللہ کے کالج کے زمانہ کے مخلص فدائی دوست جو اپنے اخلاص میں غیر معمولی ترقی پا گئے اور یہ تعلق بڑھتا ہی رہا۔ ان کے بیٹے بھی مخلص احمدی ہیں۔ علاقہ میں نیک اثر رکھتے تھے۔ آپ نے ۱۱ر نومبر ۱۹۹۸ء کو وفات پائی۔

۳...... مکرم عبد الرشید شریف صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری صحت پنجاب) ابن مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ فلسطین (برادر مکرم بشیر احمد شریف صاحب آف لندن)

رات اپنے کارپٹ کے شوروم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چند آدمیوں نے جو اپنے ہی ملازم معلوم ہوتے تھے گولیاں مار کر وہیں ختم کر دیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

بقیہ: عالمگیر ایٹمی جنگ از صفحہ ۴

پیش آئیں گے اور گالیاں دیں گے اس لئے وہ انکار موجب عذاب ہو جائے گا............ اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حُجّت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔ اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی کے قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلاً............ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۷ تا ۹ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۱)

☆......☆......☆

قیامت کی نمونہ تباہی میں تاخیر ڈال دی گئی

"پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونۂ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے............ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونۂ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے اور اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ هٰذَا. اَخَّرَهُ اللّٰهُ اِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ٹال دیا ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰ حاشیہ۔ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰۳)

(باقی اگلے شمارہ میں)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

Watch Huzur everyday on Intelsat
SUPER OFFER
Zee-TV Cards & Dec
>DM589.00<
This offer is for short time
MTV AHMADIYYA
Digital & Analog Dec.
Rec LCN & Dish are available
ZEE TV
just call ________ Saeed A.Khan
Authorised ZEE TV (Agent)
Tel: 00-49 -8257 1694
Apna TV
Fax: 00-49 -8257 928828
Helpline: 0049 171 343 5840
SKY
e-mail:S.Khan@t-online.de

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ہمیں موصول ہونے والے ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صحابہ رسول ﷺ کی پاکیزہ تمنائیں

آنحضرت ﷺ کے بعض اصحاب کی پاکیزہ تمنائیں اور خواہشات مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶، ۱۷ ار جون ۹۸ء کے شماروں کی زینت ہیں۔

اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جو بسا اوقات کئی کئی دن فاقوں میں گزارتے اور نہایت عسرت میں زندگی بسر کرتے تھے، کیونکہ اُن کا مقصود دنیا نہیں تھی بلکہ محض دین اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت تھی۔ چنانچہ حضرت ابو فراسؓ ربیعہ جو اصحاب صفہ میں شامل تھے بیان کرتے ہیں کہ میں بعض دفعہ آنحضور ﷺ کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا اور آپؐ کی خدمت کرتا تھا۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا مجھ سے کچھ مانگ۔ میں نے عرض کی مجھے جنت میں بھی آپؐ کی رفاقت چاہئے۔ آپؐ نے پوچھا کوئی اور تمنا۔ عرض کیا بس میری تو یہی تمنا ہے۔ فرمایا تو پھر میری اس طرح مدد کر کہ بکثرت عبادت کر اور بکثرت سجدے کر۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند غریب صحابہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار مسلمان ہم سے نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں کہ وہ نماز روزہ میں تو ہمارے برابر ہیں لیکن صدقات بھی دیتے ہیں اور غلام بھی آزاد کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ سکھاؤں جس سے تم اُن کو پالو جو تم پر سبقت لے گئے ہیں اور بعد میں آنے والوں پر بھی فضیلت لے جاؤ سوائے اس کے جو اسی طرح کرے۔ صحابہ نے بے ساختہ عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا "تم ہر نماز کے بعد ۳۳-۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر پڑھا کرو"۔ چند روز بعد یہ صحابہؓ پھر خدمت رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی ہے اور اب وہ بھی اسی طرح کرنے لگ گئے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا "یہ تو خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے"۔

تین اصحاب نے ازواج مطہرات سے جب آنحضور ﷺ کی عبادت کا حال سنا تو اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں آئندہ ساری ساری رات عبادت کروں گا اور نہیں سوؤں گا۔ دوسرے نے کہا میں سارا سال روزے رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا میں شادی نہیں کروں گا اور ساری زندگی عبادت میں گزار دوں گا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے اُنہیں فرمایا "میں تم سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والا ہوں۔ میں رات سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں۔ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں نے شادی بھی کی ہے۔ جس نے میری سنت چھوڑ دی وہ مجھ میں سے نہیں ہے"۔

کچھ اسی طرح کا حال مسلمان خواتین کا بھی تھا۔ چنانچہ ایک دن آنحضور ﷺ نے مسجد نبوی کے دو ستونوں کے درمیان ایک لٹکتی ہوئی رسّی کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسّی ہے، وہ جب رات دیر تک عبادت کرتی ہیں اور تھک کر گرنے لگتی ہیں یا اونگھتی ہیں تو اس سے سہارا لے لیتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اسے کھول دو، تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اتنی لمبی نماز پڑھے جس میں بشاشت اور توجہ قائم رہے جتنی اس میں طاقت ہو۔ جب سستی ہونے لگے یا تھک جائے تو چاہئے کہ سو جائے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ کو ایک عورت کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ساری رات عبادت کرتی ہے اور سوتی نہیں۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ تم نوافل اتنے ہی بجالاؤ جتنی تم میں طاقت ہے۔ خدا کی قسم خدا نہیں تھکتا مگر تم تھک جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہیں جن پر دوام اختیار کیا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ بہت چھوٹی عمر میں صرف اسلئے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں سوئے تاکہ رات کو آنحضور ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کر سکیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حجۃ الوداع کے موقع پر شدید بیمار ہوگئے۔ آنحضور ﷺ آپکی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپؓ نے عرض کیا کہ پتہ نہیں میں اب زندہ رہوں گا یا نہیں، میں مالدار آدمی ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ اپنا دو تہائی مال راہ خدا میں وقف کروں۔ آپؐ نے فرمایا یہ زیادہ ہے۔ انہوں نے نصف پیش کیا۔ فرمایا یہ بھی نہیں۔ عرض کی پھر کم از کم ایک تہائی کی اجازت عطا فرمائیں۔ فرمایا ٹھیک ہے مگر ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تو اپنے ورثاء کو اس حالت میں چھوڑے کہ وہ غنی ہوں تو اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج ہوں اور ہاتھ پھیلائیں۔ جہاں تک اجر کا تعلق ہے تو خدا کی راہ میں جو مال بھی خرچ کرے گا اُس کا اجر پائے گا۔ حتّٰی کہ اگر اپنی بیوی کے مونہہ میں لقمہ بھی ڈالے گا تو اُس کا بھی اجر پائے گا۔

حضرت انسؓ بن نضر غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور بڑی حسرت رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ موقع دے تو جوش و جذبے سے لڑوں گا۔ جنگ احد میں آپکی تمنا بر آئی۔ جب عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو آپؓ نے اپنے ربّ کے حضور یوں عرض کیا "اے اللہ میں ان صحابہ کے رویہ پر تیرے حضور معذرت کرتا ہوں اور دشمنوں کے رویے پر بیزاری کا اظہار کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور سعدؓ بن معاذ سے کہا "اے سعد مجھے میرے ربّ کی قسم ہے کہ مجھے احد کے میدان سے جنت کی خوشبو آرہی ہے"۔ پھر وہ میدان کی طرف چلے گئے اور ایسی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ گویا دشمن پر بجلی بن کر گرتے رہے اور اُسکی صفیں پلٹ دیں۔ آخر شہید ہوگئے۔ آپؓ کی نعش مبارک پر ۸۰ سے زائد زخموں کے نشان تھے گویا بدن چھلنی ہو چکا تھا۔ دشمن نے آپؓ کی نعش کا مثلہ بھی کر دیا اور پھر آپؓ کی بہن نے آپؓ کی انگلی کے پورے سے آپؓ کو پہچانا۔

حضرت خبیبؓ بن عدی کو دشمن نے دھوکے سے گرفتار کیا اور جب اُنہیں مقتل میں لے جایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج تو میری دلی تمنا پوری ہونے کا وقت آگیا ہے۔...... اگر خدا چاہے تو میرے بدن کے ہونے والے ٹکڑوں کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر دے۔

بچوں کو شوق شہادت اس قدر تھا کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب انہیں واپس جانے کا حکم ہوا تو حضرت عمیرؓ بن ابی وقاصؓ ایک بچے تھے اور لشکر میں چھپتے پھرتے تھے کہ اُنہیں بھی چھوٹا کہہ کر واپس بھیج دیا جائے۔ اچانک آنحضور ﷺ کی نظر پڑ گئی اور آپؐ نے اُنہیں واپس جانے کا ارشاد فرمایا تو عمیرؓ رونے لگ گئے، اس پر اُنہیں شمولیت کی اجازت مل گئی اور آپؓ غزوہ بدر میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

ایک بچے رافعؓ کی سفارش اُن کے والد نے یہ کہہ کر کی کہ رافعؓ تیر اندازی میں مہارت رکھتے ہیں۔ جب انہیں اجازت مل گئی تو ایک اور بچے سمرہؓ نے اپنے والد سے کہا کہ میں رافعؓ کو کشتی میں گرا لیتا ہوں۔ چنانچہ سمرہؓ کے والد نے سمرہؓ کی سفارش کی۔ آنحضور ﷺ نے دونوں بچوں کی کشتی کروائی جس میں سمرہؓ نے رافعؓ کو گرا لیا اور اس طرح دونوں میدان جہاد کو روانہ ہوئے۔ یہی رافع تھے جنہیں میدان احد میں ایسا تیر لگا جو بڑی مشکل سے ان کے جسم سے کھینچا گیا لیکن اُس کی نوک اندر ہی ٹوٹ گئی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمہارے حق میں گواہی دوں گا کہ تم شہید ہو۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دوران آپؓ کا یہی زخم ہرا ہو گیا جس کی وجہ سے آپکی وفات ہوئی۔

حضرت عمرو بن الجموحؓ انصاری لنگڑے تھے اور معذوروں کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے رہنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ جنگ بدر میں شامل ہونے کی آپؓ کی خواہش اس لئے پوری نہ ہوئی کہ آپکے بیٹوں نے آپؓ کو نہ جانے دیا۔ جنگ احد کے موقع پر آپؓ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھے اب پھر روک رہے ہیں جبکہ میری دلی تمنا ہے کہ اپنے اسی لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں گھوموں پھروں۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے اُنہیں شمولیت کی اجازت عطا فرمائی اور وہ لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے انہیں جنت میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا ہے"۔

شہادت کی تمنا مسلمان عورتوں کے دلوں میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم دیکھتی ہیں کہ جہاد افضل ہے، کیا ہم بھی جہاد نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں تم پر تلوار کا جہاد فرض نہیں بلکہ تمہارے لئے افضل جہاد حج کرنا ہے۔

لیکن ضرورت پڑنے پر بعض خواتین نے جہاد بالسیف میں بھی حصہ لیا اور جام شہادت نوش کیا۔ حضرت ام حرامؓ بنت ملحان بھی انہی میں سے ایک تھیں۔ آپکے ایک بھائی حضرت حرامؓ بن ملحان جب ایک بار دشمن کے نرغہ میں آگئے اور ایک بدبخت نے اس زور سے ان کے سینے پر نیزہ مارا کہ وہ جسم سے پار ہو گیا تو آپؓ نے اپنا بہتا ہوا خون اپنے ہاتھوں میں لے کر اوپر اچھال دیا اور بڑی مسرت سے یہ پُرجوش نعرہ لگایا کہ ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

آنحضور ﷺ حضرت اُمّ حرامؓ بنت ملحان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن آپؐ اُن کے گھر آرام فرماتے ہوئے سو گئے اور کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے اُٹھے تو اُمّ حرامؓ کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے رستے میں جہاد کی غرض سے سمندری بیڑے پر سوار ہیں اور اس شان سے سوار ہیں کہ جس طرح بادشاہ اپنے شاہی تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس پر بے ساختہ حضرت اُمّ حرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کریں اللہ مجھے بھی اسی خوش قسمت گروہ میں شامل کردے۔ آپؐ نے دعا کی اور پھر سو گئے۔ ایسا نظارہ تین بار دیکھا اور تینوں بار حضرت اُمّ حرامؓ کے لئے دعا کی اور انہیں خوشخبری دی کہ وہ بھی اُن میں شامل ہوں گی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے دور میں جب پہلا بحری بیڑہ قسطنطنیہ کی طرف بھیجا گیا تو حضرت اُمّ حرامؓ بھی اس میں شامل تھیں۔ آپؓ وہاں اونٹنی سے گر گئیں اور جام شہادت نوش کیا۔

شہداء کی یہ تمنا بھی تھی کہ وہ ایک بار خدا کی راہ میں اپنی جان پیش کریں تو بار بار انہیں زندگی ملے اور ہر بار وہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوں اور یہ سلسلہ جاری رہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید وہ صحابی تھے جو میدان جنگ میں شہادت کا جام نوش نہ کر سکے اور پھر جب وہ بستر مرگ پر علیل ہوئے تو روتے ہوئے اُن کی ہچکی بندھ گئی۔ ایک عیادت کرنے والے نے پوچھا کہ اے اللہ کی تلوار! تو جو میدان جہاد کی کڑی اور مہیب منزلوں میں بھی بے خوف و بے خطر اور بے نیام رہا، آج موت سے اتنا خائف کیوں ہے؟ آپؓ نے جواب میں فرمایا خالد بن ولید موت سے خائف نہیں ہے بلکہ اس غم سے نڈھال ہے کہ راہ خدا میں شہادت کی سعادت نہ پا سکا۔ وہ ہر میدان جہاد میں شہادت کی تمنا لے کر گیا لیکن غازی بن کر لوٹا اور شہادت کا جام نہ پی سکا۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

01/01/99 - 07/01/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 1st January 1999
12 Ramadhan

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40 Yassarnal Quran Class No: 49 ®
01.05 Darsul Quran by Huzoor Rec: 31/12/98 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 422 Rec.09/07/98 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Homeopathy Class with Huzur, Lesson: 192 Rec: 27/11/96 ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55 Yassarnal Quran Class No: 49 ®
07.15 Pushto Programme
Jamaat Ahmadiyya Duniya ke Kanaroon tak (1889-1989)
07.50 MTA Variety - Serrat un Nabi (SAW)
08.40 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 422 Rec.09/07/98 ®
09.50 Urdu Class with Huzoor ®
11.0 Computer For Everyone Part 91
11.30 Bangali Service: Significance of Masih-e-Maud Day
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE
14.05 Documentary: Sports Ralley Majlis Atfal ul Ahmadiyya Pakistan
14.40 Recontre Avec Les Francophones
Mulaqat with Huzoor (French) Rec.17/10/97
15.40 Friday Sermon by Huzur ®
16.55 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 423 Rec: 10/7/98
18.05 Tilawat, Hadith
18.20 Urdu Class with Huzoor
19.25 German Service
20.25 Children's Corner
Kodak No.2
20.45 News Reviews
21.45 Friday Sermon by Huzur, ®
22.55 Recontre Avec Les Francophones ®

Saturday 2nd January 1999
13 Ramadhan

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.40 Children's Corner
Koodak no.2
01.00 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 423 Rec: 10/7/98 ®
02.15 Friday Sermon by Huzur, ®
03.20 Urdu Class with Huzur, ®
04.25 Computer for everyone - Part 91 ®
04.55 Recontre Avec Les Francophones
Mulaqat with Huzoor (French) ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
07.0 Children's Corner
Koodak No.2
07.25 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 03/01/97
08.30 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 423 Rec: 10/7/98 (R)
09.30 Urdu Class with Huzoor (R)
10.45 MTA Variety - By Abdul Basit Shahid Sahib "Seerat un Nabi"
11.15 Dars ul Quran, LIVE
13.05 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour - Dialogue etc.
14.15 Bengali Service- Lets Learn Dua
14.45 Children's Class No.128 with Huzoor
16.00 Liqa Ma'al Arab with Imam sb., Session: 424 Rec: 15/7/98
17.20 Al Tafseer-ul-Kabir, Programme No: 25
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.30 Urdu Class with Huzoor ®
19.40 German Service
20.40 Children's Corner - Quiz Quran Pt 36
21.05 Dars ul Quran by Huzoor, Rec: 02/01/99
22.35 Dars ul Hadith
22.50 Children's Class No.128 with Huzoor ®

Sunday 3rd January 1999
14 Ramadhan

00.05 Tilawat, Seerat Un Nabi, News
00.50 Children's Corner -Quiz Quran Part 36 (R)
01.15 Dars ul Quran Rec.02/1/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, No: 424 Rec: 23/7/98 (R)
03.50 Urdu Class with Huzoor ®
04.55 Children's Class with Huzoor ®
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner, Quiz Quran, Pt 36 ®
07.20 Friday Sermon by Huzur, Rec.01/01/99®
08.20 Speech by Mansoor Ahmad sb.
08.50 Liqa Ma'al Arab with Imam sb., Session: 424 Rec: 23/7/98 (R)
10.05 Urdu Class with Huzoor
11.15 Dars ul Quran - LIVE
12.45 Dars ul Hadith
13.05 Tilawat, News
13.45 Indonesian Hour: Sinar Islam
14.10 Bengali Service – Fish cultivation
14.45 Mulaqat with English speaking friends
16.15 Liqa Ma'al Arab, Session: 425
17.25 Albanian Programme with Ata'ul Kaleem Sahib,
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.35 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.40 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ashar, Part 5
21.00 Dars ul Quran by Huzoor Rec: 03/01/99
22.55 MTA Variety Speech by Hafiz Muzaffar Ahmad

Monday 4th January 1999
15th Ramadhan

00.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.35 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part5
01.10 Dars ul Quran by Huzoor Rec. 03/01/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, Session No:425
03.50 Urdu Class with Huzoor
04.55 Mulaqat with Huzoor (English)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part 4 ®
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.425 Rec.16/07/98 ®
10.05 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Dars ul Quran - LIVE
13.05 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour:
Dialog Sinar Islam
14.15 Bengali Service: Blessings of Khilafat and our responsibilities
14.45 Homeopathy Class: Lesson No.193
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 426 Rec: 21/7/98
17.15 Turkish Programme: A talk about Fasting –Part 4
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner
Children's workshop No.3
21.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec.04/01/99 ®
22.45 Homeopathy Class: Lesson No.193

Tuesday 5th January 1999
16th Ramadhan

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner
Children's workshop no.3 ®
01.10 Dars ul Quran by Huzoor Rec.04/01/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 426 Rec.21/07/98 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.191
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner
Children's workshop No.3
07.10 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 04/07/97
08.25 Rohani Khazaine
Guest: Maulana Mubashir Kahloon Sahib
09.05 Liqa Ma'al Arab, Session No: 426 Rec.21/07/98 ®
10.20 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Dars ul Quran - LIVE
11.45 Dars ul Hadith
13.05 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour: Seerat un Nabi S.A.W.
14.10 Bengali Service: "Shukti" The story of a dry fish, More.....
14.45 Mulaqat with Huzoor
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 427 Rec: 20/01/95
17.20 Norwegian Programme: Contemporary Issues
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class with Huzoor
19.40 German Service
20.40 Children's Corner:
Yassarnal Quran Class, No.50
21.00 Dars ul Quran by Huzoor Rec.05/01/99 ®
22.30 Dars ul Hadith
22.40 Mulaqat: with Huzoor Rec: 20/01/95

Wednesday 6th January 1999
17th Ramadhan

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40 Children's Corner-
Yassarnal Quran Class No: 50 ®
01.0 Dars ul Quran by Huzoor Rec.29/12/98 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, Session:427 Rec:22/07/98®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Mulaqat with Huzoor, Rec: 20/01/95 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50 Children's Corner –
Yassarnal Quran Class No: 50 ®
07.10 Swahili Programme
08.00 MTA Variety
09.00 Liqa Ma'al Arab No: 427, Rec: 22/07/98 ®
10.05 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Darsul Quran (NEW) LIVE
13.05 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour: Dialog Prof. Roseffendi
14.10 Bengali Service: Submission to the institution of Khilafat
14.40 Mulaqat with Urdu speaking friends Rec: 27/01/95
16.05 Liqa Ma'al Arab, Session No: 428 Rec: 23/07/98
17.15 French Programme:
Coin des Enfants
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class with Huzoor
19.30 German Service
20.35 Children's Corner
Quiz "Ramadhan"
21.00 Darsul Quran by Huzoor Rec: 06/01/99 ®
22:30 Dars ul Hadith
22.40 Mulaqat with Urdu speaking friends Rec: 27/01/95 ®

Thursday 7th January 1999
18th Ramadhan

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.45 Children's Corner ®
01.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec: 06/01/99 ®
02.40 Liqa Ma'al Arab, Session No: 428 Rec: 23/07/98 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.55 Mulaqat with Urdu speaking friends Rec: 27/01/95 ®
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner ®
07.15 Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.13/12/96
08.20 Quiz History of Ahmadiyyat - Part 74
08.55 Liqa Ma'al Arab, Session No: 428 Rec: 23/7/98 ®
10.00 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Darsul Quran (NEW) LIVE
13.00 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour: Pameran IAIN Jogjakarta, Dars Malfoozat
14.10 Bengali Service
14.40 Homeopathy Class No: 194 with Huzoor,
16.15 Liqa Ma'al Arab, Session No.429 Rec.28/07/98
17.15 M.T.A Variety
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner, Quran Class No: 51
21.00 Darsul Quran by Huzoor Rec: 07/01/99 ®
22.40 Homeopathy Class:194 with Huzoor

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
Vol. 6 Friday, January 1, 1999 No. 1

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ ۲

سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں"۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا کی سائنسوں کے اور فلسفے کے جتنے احمدی طالب علم ہیں وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ اگر ان کو بھی یہ وہم ہے کہ دنیا کی سائنسیں اور فلسفے اسلام پر غالب آسکتے ہیں تو اس وہم کو دل سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔یہ ایک ناپاک وہم ہے۔

"آپ کو یاد رہے کہ قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اولین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ کے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا۔وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرے گا اس کو پاش پاش کر دے گا اور جو اس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا"۔(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۴،۲۵۵)

آنے والوں کے تعلق میں اہم نصائح

حضور نے فرمایا کہ بہت کثرت سے احمدی ہو رہے ہیں، لکھو کھہا۔اتنے کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ نہیں آسکا تھا۔اب تک صرف ہندوستان میں گزشتہ کوششوں کے نتیجہ میں جو صرف چند سال کی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سولہ لاکھ احمدی ہو چکے ہیں۔ان میں سے بکثرت ہندوؤں سے بھی آئے ہیں، سکھوں سے بھی آئے ہیں، دہریوں سے بھی آئے ہیں۔وہ جو مسلمان کہلاتے تھے ان کو بھی سچا اسلام احمدیت میں آکر نصیب ہوا ہے۔تو ہر طرف سے، ہر قوم سے شامل ہونے والے آئے ہیں۔اور چند سالوں میں سولہ لاکھ سے زائد ہندوستان میں بیعتیں ہو چکی ہیں۔حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے ہندوستان سے جو رپورٹیں آیا کرتی تھیں ان کا تمام ہندوستان کا بیعت کرنے والوں کا مجموعہ ہزار سے نہیں بڑھتا تھا۔اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ بڑے سخت دل ہیں، بڑا مشکل کام ہے۔یہ ہو ہی نہیں سکتا۔حضور نے فرمایا مگر جب خدا چاہے تو پھر کیسے نہ ہو۔پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اللہ نے سنا اور ہندوستان کی عظمت جو محمدؐ رسول اللہ کے قدم سے تھی اس عظمت کو اب دوبارہ بحال کرنے کا خدا نے ارادہ کر لیا ہے۔قلعہ ہند تھا جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پناہ گزیں ہوئے اور آپ دیکھیں گے کہ اسی قلعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ آوازیں بلند ہونگی جو تمام دنیا کے دل دہلا دیں گی اور ہر حملہ آور کے حملے کو ناکام کر دیں گی۔اور محمد رسول اللہ ﷺ کا قدم بلند سے بلند تر مینار پر مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں اب میں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ہمیں ان سب کو سنبھالنا ہے۔وہ جماعت جن کے بچے کروڑوں تک پہنچ چکے ہیں، وہ ہندوستان جس میں اب تک سولہ لاکھ بچے محمد مصطفیٰؐ کی گود میں پناہ لے چکے ہیں اور جن کے متعلق امید ہے کہ جلسہ سالانہ یو کے۔تک ہر گز بعید نہیں کہ ۲۰ لاکھ تک پہنچ جائے اور میں اللہ کے گھر سے امید رکھتا ہوں کہ جس طرح اب تک میری نیک تمنائیں پوری کرتا رہا ہے اس تمنا کو بھی پورا کرے۔اور جب یہ بیس لاکھ تک پہنچیں گے تو پھر آگے اس کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی۔حضور نے فرمایا مگر یہ فتوحات اگر دلوں کی فتوحات نہیں ہیں تو کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔یہ دعا ہے جس میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ذمہ داریاں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ اپنے مالی نظام کو مستحکم کریں اور اس طرح مستحکم کریں کہ جہاں بھی نئے آنے والے ہیں ان کو ضرور کچھ نہ کچھ چندے کی توفیق ملے۔کوشش کریں کہ ایک بھی نہ رہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت میں شامل ہونے کے بعد مالی قربانی میں پیچھے رہ جائے۔حضور نے فرمایا بہت کثرت سے ان میں غرباء ہیں اتنے غرباء ہیں کہ ان کے تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے بھی میسر نہیں۔بکثرت ایسے لوگ ہیں جن کے پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں اور خاردار رستوں پہ اسی طرح چلتے ہیں۔پس ان کے لئے دنیاوی لحاظ سے سب سے بڑی خدمت یہ ہو گی کہ ان کو چندوں پر آمادہ کریں اور یقین دلائیں کہ ان کے چندے کی قربانی کو اللہ تعالیٰ بے انتہا بڑھائے گا اور ان کے لئے اس سے بہتر معاشی اور اقتصادی منصوبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ ان کو خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے پر آمادہ کرے اور آپ دیکھیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ دیکھتے دیکھتے انہی غرباء میں سے اللہ تعالیٰ بڑی بڑی قربانیاں پیش کرنے والے، بے حد چندے دینے والے پیدا فرما دے گا۔

حضور نے ان کو خصوصی دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ہر قدم پر ان کی واپسی بھی آسان فرما دے۔ان کی طرف سے کوئی دکھ کی خبر ہمیں نہ پہنچے۔یہ جس طرح اللہ کی حفاظت میں خیریت سے آئے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ کی حفاظت میں خیریت سے واپس اپنے اپنے وطنوں کو لوٹیں۔اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو آئندہ کے لئے ہمارا سرمایہ بنا دے۔اب تو یہ منافع ہیں اور اس سارے منافع کو ہم نے دوبارہ اللہ کی راہ میں جھونک دیا ہے اب خدا کرے کہ یہ سرمایہ بن کر ابھریں اور اس سرمایہ سے پھر آگے بے حساب منافع نصیب ہو۔

اس کے بعد حضور نے قادیان کے کارکنان کی بے حد محنت اور قربانی سے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش پر ان کی تعریف و تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ میں اور پچھلے جلسوں میں ایک فرق ہے۔پچھلے جلسوں میں اس خیال سے کہ قادیان کے کارکنان زیادہ تربیت یافتہ نہیں رہے جبکہ ربوہ میں اللہ کے فضل سے بہت ہی تربیت یافتہ منتظمین موجود ہے۔وہ لکھوکھہا کا کام آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔اس خیال سے ہمیشہ میں ربوہ سے بعض منتظمین کو وہاں بھجوایا کرتا تھا کہ اگرچہ نام کے لحاظ سے وہی منتظم کام کریں گے مگر آپ نگرانی رکھیں۔ان کی مدد کریں۔ہر قدم پر ان کی راہنمائی فرمائیں تاکہ ان کے لئے کام آسان ہو جائیں۔اس دفعہ پاکستان اور ہندوستان کے جو آپس میں اختلافات ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس نوبت تک پہنچیں گے اس کی وجہ سے پاکستان کے ایک بھی سلسلہ کے کارکن کو میں وہاں نہیں بھجوا سکا۔حضور نے فرمایا اور یہ خوشخبری ہے کہ یہ پہلا جلسہ ہے جس میں تمام تر ذمہ داری مقامی کارکنان کے سر پر تھی اور نہایت عمدگی سے ان کام کو انہوں نے نبھایا ہے۔اس وجہ سے اب میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ جو بھی حالات ہوں اب مجھے ربوہ کے منتظم بھجوانے کی آئندہ کبھی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔اپنے شوق سے ثواب کی خاطر جائیں، شامل ہوں، مگر مہمان کے طور پر۔اب منتظم قادیان کے ہی ہیں اور شاید یہ اللہ نے انہیں بڑے بڑے قافلوں کے لئے تیار کیا ہے۔لاکھوں کروڑوں کی مہمان نوازی کرنے کے لئے اللہ نے انہیں تیار فرما دیا ہے۔الحمدللہ کہ اب قادیان اپنی ذمہ داریاں خود ادا کرے گا۔حضور نے تمام احباب کو ان سب کے لئے عمومی طور پر دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔اسی طرح ان خاص معزز مہمانوں کے لئے بھی جو محض اپنی شرافت اور انکساری کے ساتھ اپنی دنیوی عظمتوں کے باوجود قادیان کے جلسہ میں غریبانہ حاضر ہو گئے ہیں۔اللہ ان سب مہمانوں کو بے انتہا جزا دے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔اور ہندوستان کے وہ معزز اہل حکومت جنہوں نے ہر قدم پر تعاون کیا، غیر معمولی تعاون، پیغامات بھیجے، وزراء حاضر ہوئے اور قادیان کی اس بستی میں چلے آنا یہ ہندوستانی حکومت اور اہل ہندوستان کی دل کی کشادگی کا مظہر ہے۔

حضور نے فرمایا اب میں اور کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ کاش پاکستان کے رہنما ہندوستان سے گندی باتیں نہ سیکھیں مگر یہ اچھی بات تو سیکھ لیں۔حکومت میں ایک وسعتِ حوصلہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور قرآن کریم نے تو اسی حکومت کا تصور کو پیش کیا ہے جہاں وسعت حوصلہ ہے۔جہاں ان سے بھی انصاف کا سلوک کیا جائے جو مذہبی طور پر تمہارے دشمن رہے ہوں۔ہم تو مذہبی طور پر تمہارے دوست ہیں۔ایسے دوست کہ ان سے زیادہ وفادار دوست دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتے۔ان سے دشمنی کر کے تم کیا لو گے؟ اپنی دنیا اور آخرت کو خراب سے خراب تر کرتے چلے جاؤ گے اور آج وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیں خدا کے حضور گریہ وزاری کرنے کی ضرورت پڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو مزید تباہیوں سے بچا لے۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا کی وہ اصلاح کر سکیں جس اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں چن لیا ہے اور اس کی ذمہ داری ہمارے نازک کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔جس میں دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے۔اور اس کے ساتھ ہی قادیان دارالامان کا یہ مبارک جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔(رپورٹ مرتبہ :ابولبیب)

ماہ رمضان کے ان بابرکت ایام میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) لندن وقت کے مطابق سوا گیارہ بجے قبل دوپہر سے قریباً پونے ایک بجے تک مسجد فضل لندن میں درس القرآن الکریم اردو میں ارشاد فرماتے ہیں۔قرآنی حقائق و معارف کے بیان پر مشتمل یہ بصیرت افروز درس ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوتا ہے۔اس درس کا رواں ترجمہ انگریزی، عربی، جرمن، فرنچ، ٹرکش، بنگلہ اور بوسنین زبانوں میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔احباب اس پاکیزہ علمی و روحانی مجلس سے خود بھی فیضیاب ہوں اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اس میں شامل کرنے کی سعی کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔